شہری

شہری برائے بہتر ماحول

جنوری تا جون ۲۰۲۱ء

شہری
CITIZENS FOR A BETTER ENVIRONMENT

اس میں کوئی شک نہیں کہ
شہریوں کا ایک چھوٹا سا
گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً
دنیا کو بدل سکتا ہے.....
مارگریٹ میڈ

سندھ کی زرعی اراضی کو درپیش ایک حقیقی خطرہ!

امبر علی بھائی اور حوا فضل

سندھ اپنی زرعی پیداوار کے اعتبار سے پاکستان کا دوسرا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس کی زرعی پیداوار میں گندم، کپاس، چاول، گنا، پھل اور سبزیاں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مرچ، پیاز اور کھجور اس صوبے کی کلیدی فصلیں ہیں۔

تاہم اب یہ تمام فصلیں خطرات کی زد میں ہیں اس کی اولین وجہ غیر معمولی طور پر آبادی کا بڑھتا ہوا پھیلاؤ ہے جس کے لیے پاکستان بھر میں 2 فیصد سالانہ کی شرح سے رہائشی مکانات تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس غیر معمولی طور پر بڑھتی ہوئی آبادی کے پھیلاؤ کے اثرات سندھ پر بھی مرتب ہوئے ہیں۔ 2017ء کی مردم شماری کے مطابق سندھ کی شہری آبادی میں 22 فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔ شہری پھیلاؤ اور دیہی علاقوں سے بڑے شہروں کی جانب بڑے پیمانے پر نقل مکانی کا بھی سندھ میں مشاہدہ کیا گیا ہے۔ بڑے شہر کسی منصوبہ بندی اور مناسب انفرااسٹرکچر کی ترقی کے بغیر پھیل رہے ہیں۔ اس غیر منصوبہ بند نقل مکانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تعمیراتی شعبے میں موجود باضابطہ اور بے ضابطہ افراد ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور سندھ کی کلیدی زرعی اراضی کو بند دروازوں کے پیچھے خاموشی سے رہائشی اراضی میں تبدیل کرا رہے ہیں کیونکہ اس ضمن میں زرعی اراضی کی تبدیلی کے خلاف حکومت کی کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ دیہی علاقوں سے بڑے شہروں کی جانب نقل مکانی کی متعدد وجوہات ہیں۔ شہری سی بی ای نقل مکانی کے ایک ایسے رجحان کی تحقیق کر رہا ہے جس کی وجہ سے زرعی اراضی کو ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

سندھ زرعی پالیسی (جس کو 2016 میں تیار کیا گیا اور 2018 میں اس کا اعلان کیا گیا) کو 2030ء تک منصوبہ بند کیا گیا ہے۔ خیال تھا کہ دو سال کے اندر کلیدی پالیسیوں کو تیار کرلیا جائے گا۔ تاہم سندھ زرعی پالیسی کی شق 2.4.1 کے مطابق اب تک کسی بھی قسم کی پالیسی کو حتمی شکل نہیں دی گئی ہے۔ سندھ زرعی پالیسی کی شق 2.4.1 میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے 'دیہی انٹرپرائز کے قیام کے لیے اراضی کے استعمال، اراضی کی منتقلی اور لیز کے لیے طریقہ کار کو سادہ بنایا جائے۔' اس میں واضح طور پر اراضی کے استعمال/ زرعی اراضی کی تبدیلی کے بارے میں کوئی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔

سندھ میں 'دیہہ' اراضی کی افسر شاہی کی علاقائی عملداری کا ایک یونٹ ہے۔ دیہہ میں اراضی کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ قابل کاشت اراضی اور ناقابل کاشت اراضی۔ یہاں اس بارے میں اندازہ لگانا کوئی مشکل امر نہیں ہے کہ دیہہ کے کس حصے کی اراضی کو

اندرونی صفحات

'عملیات امبر علی بھائی' کی پذیرائی	08
کیوں ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے؟	09
سماجی تحفظ سب کے لیے	11
صوبہ سندھ میں گنجان آباد علاقوں.....	12
میری سواری کس کی ذمہ داری	14
کراچی..... جو میرا خواب ہے	16
جنوری تا جون ۲۰۲۱ء ___ خبروں پر ایک.....	18
شہری۔سی بی ای کی مطبوعات کا مختصر جائزہ	21

شہری

R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،
کراچی 75400، پاکستان
ٹیلی فون/ فیکس: 46 06 53 34 21-92+
E-mail: info@shehri.org
Url: www.shehri.org

اِدارتی مشاورت: شہری۔سی بی ای ٹیم
اِدارتی اسسٹنٹ: حوا فضل

اِنتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن: سمیر حامد ڈودھی
وائس چیئر پرسن: سلیقہ انور
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: عامرہ جاوید
ارکان: دانش آذر زوبی، محمد علی رشید اور انجینئر پرویز صادق

بانی اراکین:
مسٹر خالد ندوی، بیرسٹر قاضی فائز عیسیٰ، حمیرا رحمٰن، دانش آذر زوبی، نوید حسین، بیرسٹر زین شیخ اور قیصر بنگالی

شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف
اکاؤنٹ کنسلٹنٹ: عرفان شاہ
آفس اسسٹنٹ: محمد طاہر
آفس بوائے: خورشید احمد

قلمکاروں کے لیے ہدایات:
آپ بھی 'شہری' کے لیے لکھ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں معلومات کے لیے 'شہری' کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔ ایڈیٹر/ ادارتی عملے کا اس خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

PRODUCTION:
Saudagar Enterprises
Web: www.saudagar.com.pk
Cell: 0333-2276331

مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

تبدیل کیا جا رہا ہے کیونکہ اس ضمن میں کسی قسم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے حتیٰ کہ اگر نا قابل کاشت حصے کو تبدیل کر دیا گیا اور قابل کاشت اراضی بنجر ہو گئی تو اس سلسلے میں کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔

مولا بخش پیرزادہ، حبیب اللہ مگسی اور محمد جاوید شیخ کی ایک تحقیق 'اراضی کے استعمال کا ٹکراؤ اور شہری پھیلاؤ۔ 2019' کے مطابق حیدرآباد میں تقریباً 16800 ایکڑ زرعی اراضی کو شہری اراضی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

شہری سی بی ای نے مسئلہ کی شدت کا تعین کرنے کے لیے ایک مقامی انگریزی اخبار میں 2019ء سے 2021ء تک شائع ہونے والے اراضی کے استعمال میں تبدیل کے تمام سرکاری اعلانات/ اشتہارات کو تلاش کیا۔ ان سرکاری اشتہارات کے مطابق مجموعی علاقہ تقریباً 1000 ایکڑ ہے۔ کتنی زرعی اراضی کو ناجائز طور پر تبدیل کرا لیا گیا ہے، اس سوال کا جواب آنا ابھی باقی ہے۔

سندھ اسمبلی کے رکن اور زمیندار شہریار خان مہر کہتے ہیں 'زرعی اراضی اب زرخیز نہیں رہی ہے اب ہمیں اس سے بیس پچیس سال قبل جتنی پیداوار حاصل نہیں ہوتی ہے ہم فی ایکڑ پیداوار کی فروخت سے زیادہ سے زیادہ تیس ہزار سے چالیس ہزار روپے سالانہ کی آمدنی حاصل کر سکتے ہیں۔'

شہریار خان مہر نے وضاحت کی کہ 'کیونکہ زمین کی قیمتوں میں ایک سے دو کروڑ روپے فی ایکڑ تک اضافہ ہو چکا ہے لہٰذا چھوٹے بڑے ہر کاشت کار اور زمیندار کو اپنی اراضی فروخت کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔'

زراعت کو مفید بنانے میں مدد دینے کے لیے حکومت کی جانب سے متعارف کرائی گئی تمام اسکیموں میں سیاسی بنیادوں پر اراضی کو الاٹ کیا گیا ہے، حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کو زیادہ تر نظر انداز کیا گیا ہے۔ حزب اختلاف کے زمیندار کے خلاف پانی کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور چھوٹے کاشت کاروں کو بالکل بھی پانی نہیں ملتا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ ہی نہیں بچتا ہے کہ وہ اپنی زرعی اراضی کو بلڈرز کے ہاتھوں اچھے داموں پر فروخت کر دیں۔

غیر مؤثر حکومتی پالیسیاں

شہری۔سی بی ای کی جنرل سیکریٹری امبر علی بھائی کہتی ہیں 'خوراک کی پیداوار میں کمی کے باوجود حکومت اس مسئلہ کو حل کرنے میں سنجیدہ نہیں ہے' اس کے بجائے وہ اراضی کی تبدیلی کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے اس کی نظیر پورے صوبے کے لیے 'سندھ گنجان آبادی ترقیات بورڈ ایکٹ 2010' کے قانون کی منظوری ہے۔ جس کے تحت سندھ کے شہروں میں گنجان آباد علاقوں کا اعلان کیا گیا ہے جہاں پہلے ہی بنیادی شہری سہولیات اور انفرااسٹرکچر کا فقدان ہے۔ اس قانون نے اراضی کی تبدیلی کو پرکشش اور منافع بخش بنا دیا ہے جس سے مخصوص بلڈرز اور اراضی کے مالکان کو انفرادی طور پر فائدہ پہنچ رہا ہے۔

اراضی کے قانون میں موجود مسائل کے بارے میں آرکیٹیکچر اینڈ مینجمنٹ فیکلٹی کے ڈین ڈاکٹر نعمان احمد کہتے ہیں 'تبدیلی اراضی کا قانون ایک صوبائی قانون ہے اور اراضی کے استعمال کو تبدیل کرنے کے تمام اختیارات مقامی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ مقامی حکومت اس کو اپنے ترقیاتی اداروں کے ذریعہ بھی استعمال کر سکتی ہے۔ اداروں کے اختیارات پر اعتراضات لگانے کے امکانات بہت محدود ہیں۔ مثلاً لیاری ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور ملیر ڈیولپمنٹ اتھارٹی دیہی کراچی کے اردگرد بڑے پیمانے پر زرعی اراضی کو شہری اراضی میں تبدیل کر چکی ہے۔'

اگر فوری طور پر مثبت اقدامات نہیں اٹھائے گئے تو بنیادی خوراک کا تھیلا مزید مہنگا ہو جائے گا۔ بڑھتے ہوئے شہری ٹریفک کے دھوئیں سے فضا میں کاربن کے اثرات بڑھ جائیں گے اور اس کے منفی اثرات زرعی اراضی کی زرخیزی پر مرتب ہوں گے، جس کے نتیجہ میں زرعی اجناس کی قیمتیں بڑھیں گی اور ہمیں خوراک کی مد میں زیادہ مالی اخراجات برداشت کرنا ہوں گے اور ملک کی مجموعی داخلی پیداوار خطرناک حد تک تباہ ہو جائے گی۔

ختم ہوجانے والی زرعی اراضی

میر پور خاص	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
پلاٹ نمبر 05 تا 09 اور 11 تا 14، عریبہ ٹاؤن ہاؤسنگ اسکیم، دیہہ مبارک، تعلقہ شجاع آباد، ضلع میر پور خاص	30/اپریل 2021	**بڑی فصلیں** گندم، گنا
پلاٹ سٹی سروے نمبر 375، واقع وارڈ۔سی، تعلقہ جھڈو، ضلع میر پور خاص	2/اپریل 2021	
آر ایس نمبر 165 اور 266، واقع دیہہ مبارک، تعلقہ شجاع آباد، ضلع میر پور خاص	2/اپریل 2021	
آر ایس نمبر 117/3، دیہہ 185، ٹپوا برنگ، تعلقہ ڈگری، ضلع میر پور خاص	10/مارچ 2021	**چھوٹی فصلیں** پیاز، پالک، بھنڈی، ٹماٹر، جنتر
پلاٹ نمبر 1 تا 7 گولڈن ٹاؤن ہاؤسنگ اسکیم دیہہ 178، تعلقہ ڈگری، ضلع میر پور خاص	15/جنوری 2020	
آر ایس نمبر 292/9 (حصہ) 10 (حصہ)، دیہہ 290۔اے، تعلقہ کوٹ غلام محمد، ضلع میر پور خاص	15/جنوری 2020	
آر ایس نمبر 48 واقع دیہہ 110، تعلقہ حسین بخش مری، ضلع میر پور خاص	26/اکتوبر 2019	
آر ایس نمبر 256/621/2, 3, 7, 8 (حصہ)، 9, 10, 11, 15, 16 دیہہ 178، تعلقہ ڈگری، ضلع میر پور خاص	12/اکتوبر 2019	**جنگلات کا علاقہ** 62.4 ہیکٹر (گلوبل فاریسٹ واچ)
آر ایس نمبر 56/2, 3, 7, 8 (حصہ 9, 10, 11, 15, 16 دیہہ 178، تعلقہ ڈگری، ضلع میر پور خاص	15/اکتوبر 2019	
آر ایس نمبر 66 دیہہ 145، تعلقہ شجاع آباد، ضلع میر پور خاص	29/جولائی 2019	
آر ایس نمبر 115 (حصہ) دیہہ 108، تعلقہ حسین بخش مری، ضلع میر پور خاص	25/جولائی 2019	
آر ایس نمبر 117/2، دیہہ 107۔اے، تعلقہ شجاع آباد، ضلع میر پور خاص	25/جولائی 2019	**ملز** شکر، کپاس، خوردنی تیل

سانگھڑ	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 8 اور 10 دیہہ A-6 ڈیم، ٹپوراؤ تیانی، تعلقہ سنجھورو، ضلع سانگھڑ	یکم نومبر 2020	**بڑی فصلیں** کپاس، چاول جوار اور گنا
آر ایس نمبر 04، 315، 316، 317 اور آر ایس نمبر 6، 7، 8 دیہہ A-6 ڈیم، ٹپوراؤ تیانی، تعلقہ سنجھورو ضلع سانگھڑ	یکم نومبر 2020	
آر ایس نمبر 301/1 (پورشن)، 302/1 (پورشن) دیہہ بھرچری جاگیر، تعلقہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ	8/فروری 2020	
آر ایس نمبر 120 (پورشن) اور 121 (پورشن) دیہہ بھرچری جاگیر، تعلقہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ	27/نومبر 2019	**چھوٹی فصلیں** گندم، دالیں اور تیل کے بیج
آر ایس نمبر 884/1، 885/2 اور 885/3، دیہہ اور تعلقہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ	27/نومبر 2019	
آر ایس نمبر 448 (پورشن) 449 (پورشن)، 610 (پورشن) اُوبو یا قان، تعلقہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ	15/نومبر 2019	
آر ایس نمبر 325/2 (پورشن) اور 326/2 (پورشن) دیہہ چمبھ، تعلقہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ	26/اکتوبر 2019	
آر ایس نمبر 330، 690، 692، 699، 700، 771 اور 772 دیہہ اور ٹپو سانگھڑ، تعلقہ اور ضلع سانگھڑ	28/ستمبر 2019	**کاشت شدہ اراضی** 153000 ہیکٹر (31 فیصد)
آر ایس نمبر 822/5 اور 823/3 دیہہ اور تعلقہ شہداد پور ضلع سانگھڑ	28/ستمبر 2019	

سکھر	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 263 دیہہ آباد جاگیر، ٹپو پرانا سکھر تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	27/مارچ 2021	**بڑی فصلیں**
نمبر 260/6، عابد لکھا، دیہہ آباد جاگیر، ٹپو پرانا سکھر، تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	20/مارچ 2021	کھجور، کپاس، چاول،
آر ایس نمبر 45 (حصہ)، دیہہ آرائیں، تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	10/مارچ 2021	جوار اور گنا
آر ایس نمبر 456 (حصہ) دیہہ ٹپو تعلقہ پنو عاقل، ضلع سکھر	22/جنوری 2021	
آر ایس نمبر 687 دیہہ چک نمبر 5، ٹپو اور تعلقہ صالح پٹ، ضلع سکھر	22 جنوری 2021	**چھوٹی فصلیں**
آر ایس نمبر 232 دیہہ اور ٹپو آرائیں، تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	24 جنوری 2021	گندم، دالیں اور آئل سیڈ
پلاٹ نمبر A-05 پر رہائشی پلاٹ، گلشن رحمت ہاؤسنگ اسکیم دیہہ اور ٹپو آرائیں، تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	12/دسمبر 2020	
آر ایس نمبر 184/1، 185، 187، 188 اور 189 دیہہ ڈھی تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	29/نومبر 2020	**کاشت شدہ اراضی**
آر ایس نمبر 205، 206/1، 2 اور 212/1 دیہہ ڈھی تعلقہ نیو سکھر، ضلع سکھر	29/نومبر 2020	153000 ہیکٹر
آر ایس نمبر 120، 429، 767، 874 اور 875 دیہہ سنان، تعلقہ اُباڑو، ضلع گھوٹکی سکھر	27/اکتوبر 2020	
آر ایس نمبر 09 (حصہ) اور 112 (حصہ) تعلقہ یوراٹھ، تعلقہ روہڑی، سکھر	16/ستمبر 2020	
آر ایس نمبر 456 (حصہ) دیہہ ٹپو اور تعلقہ پنو عاقل، ضلع سکھر	19/جنوری 2020	
پلاٹ نمبر ایس اے۔23، ایس اے۔24 پر تجارتی پلاٹ، نیو سکھر سٹی ہاؤسنگ اسکیم دیہہ نصیر آباد، تعلقہ سکھر، ضلع سکھر	17/جنوری 2020	
آر ایس نمبر 687، دیہہ چک نمبر 05، ٹپو اور تعلقہ صالح پٹ، ضلع سکھر	19/جنوری 2020	

بدین	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 294 دیہہ اور تعلقہ سجاول، ضلع بدین	16/فروری 2021	**بڑی فصلیں**
آر ایس نمبر 56/1 دیہہ کھڈ، تعلقہ شہید فاضل راہو، ضلع بدین	16/فروری 2021	گنا، کپاس، چاول، ٹماٹر،
آر ایس نمبر 39/4، دیہہ کھڈ، تعلقہ شہید فاضل راہو، ضلع بدین	16/فروری 2021	گندم، سورج مکھی
آر ایس نمبر 42، 43، 44، 46، 47 اور 48 دیہہ پاٹھر، تعلقہ اور ضلع بدین	12/دسمبر 2020	**چھوٹی فصلیں**
آر ایس نمبر 362، 363، 364 دیہہ کرندھی، تعلقہ اور ضلع بدین	12/دسمبر 2020	پیاز، مرچ، مصالحہ جات،
آر ایس نمبر 260، 261، 264، 265، 266 اور 268 دیہہ ٹپو، تعلقہ اور ضلع بدین	25/نومبر 2020	خربوزہ
آر ایس نمبر 111/3 اور 119/1، 4 دیہہ کاٹھوڑ، تعلقہ ماتلی، ضلع بدین	5/فروری 2020	**ملیں**
آر ایس نمبر 64/1، 67/1-A، 4، 4A، 11/1-A (حصہ)، دیہہ ٹپو، تعلقہ اور ضلع بدین	22/جنوری 2020	شوگر ملیں
آر ایس نمبر 126 (حصہ) دیہہ ٹپو، تعلقہ اور ضلع بدین	28/ستمبر 2019	
آر ایس نمبر 01 (حصہ) اور 02 (حصہ) دیہہ بھٹارو، تعلقہ تلہار، ضلع بدین	28/ستمبر 2019	**جنگلات پر مشتمل علاقہ**
آر ایس نمبر 130/1 تا 130/4، 145/1 تا 145/4، 103/4، 103/3 دیہہ سکنی، تعلقہ ماتلی، ضلع بدین	29/جولائی 2019	علاقہ 12000 ہیکٹر

ٹھٹھہ	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 66 دیہہ اور ٹپوگھارو، تعلقہ میر پور ساکرو، ضلع ٹھٹھہ	19 فروری 2021	**فصلیں جو تباہ ہوگئیں** گندم، چاول اور گنا
آر ایس نمبر 40/3 دیہہ کلن کوٹ، رایتی، تعلقہ اور ضلع ٹھٹھہ	19 فروری 2021	
آر ایس نمبر 477/1 تا 477/4، 534/1 تا 534/4 اور دیگر، دیہہ بھنبیرو اور غیر آباد نمبر 3، ٹپوگھارو اور بابرا، تعلقہ میر پور ساکرو، ضلع ٹھٹھہ	9 جنوری 2021	
اراضی پیمائش شدہ علاقہ 20 ایکڑ، واقع دیہہ کوہستان 7/1 تعلقہ اور ضلع ٹھٹھہ	25 جنوری 2020	**چھوٹی فصلیں** کیسٹر آئل سیڈز
بلاک سروے نمبر 549/2 دیہہ کھاڑی سر، تعلقہ میر پور ساکرو، ضلع ٹھٹھہ	یکم نومبر 2019	
اراضی پیمائش شدہ علاقہ 4 ایکڑ واقع دیہہ گھارو، تعلقہ میر پور ساکرو، ضلع ٹھٹھہ	25 ستمبر 2019	
آر ایس نمبر 238 اور 239 دیہہ شیخانی، تعلقہ اور ضلع ٹھٹھہ	25 ستمبر 2019	
آر ایس نمبر 03/1 دیہہ پیر جھڑیوں، تعلقہ میر پور ساکرو، ضلع ٹھٹھہ	14 نومبر 2020	
آر ایس نمبر 553/1 تا 553/4، 552/2، 3، 4 دیہہ کھاڑی سر، تعلقہ میر پور ساکرو، ضلع ٹھٹھہ	25 جنوری 2020	

شہید بے نظیر آباد	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
رہائشی پلاٹ نمبر 01، 02، 03، 04، 05 اور 2 میجر ریٹائرڈ محمد افضل ٹاؤن ہاؤسنگ اسکیم، فیز 1 دیہہ 50 داد تعلقہ نواب شاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	20 مارچ 2021	**بڑی فصلیں** مکئی، چاول، گنا، کپاس اور باجرہ **چھوٹی فصلیں** گندم، جو اور دالیں وغیرہ **قابل کاشت علاقہ** 244000 ہیکٹر (53 فیصد)
آر ایس نمبر 133/2 اور 2-اے (حصہ) دیہہ 50 داد، تعلقہ نوابشاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	17 فروری 2021	
آر ایس نمبر 05 دیہہ 18 سکرنڈ، تعلقہ سکرنڈ، ضلع شہید بے نظیر آباد	22 جنوری 2021	
آر ایس نمبر 135/1 (حصہ) اور 135/2 (حصہ) دیہہ 87/A نصرت تعلقہ نوابشاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	24 دسمبر 2020	
آر ایس نمبر 133/2 اور 2-اے (حصہ) دیہہ 87/A نصرت تعلقہ نوابشاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	24 دسمبر 2020	
آر ایس نمبر 133/1 پر اراضی، پیمائش شدہ علاقہ 14 ایکڑ واقع دیہہ 87/A نصرت تعلقہ نوابشاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	24 دسمبر 2020	
آر ایس نمبر 537/2، 3، 541/1 دیہہ کندھو، تعلقہ قاضی احمد ضلع شہید بے نظیر آباد	12 دسمبر 2020	
آر ایس نمبر 83/3 (حصہ) دیہہ 25-داد، تعلقہ نواب شاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	یکم نومبر 2020	
آر ایس نمبر 115 اور 116 دیہہ 42-داد، تعلقہ نواب شاہ ضلع شہید بے نظیر آباد	14 فروری 2020	
آر ایس نمبر 100/1 (پورشن) 100/2 (پورشن) 101/1B، 101/1A (پورشن) 101/C (پورشن) دیہہ 86 نصرت، تعلقہ نواب شاہ ضلع شہید بے نظیر آباد	11 فروری 2020	
آر ایس نمبر 101/4A تا 101/4D دیہہ نصرت، تعلقہ نواب شاہ ضلع شہید بے نظیر آباد	11 فروری 2020	
آر ایس نمبر 100/3 پیمائش شدہ علاقہ 14 ایکڑ واقع دیہہ 86 نصرت تعلقہ نواب شاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	11 فروری 2020	
آر ایس نمبر 05 پیمائش شدہ علاقہ 2 گھنٹا واقع دیہہ 18 سکرنڈ تعلقہ سکرنڈ، ضلع شہید بے نظیر آباد	22 فروری 2020	
آر ایس نمبر 70/1 تا 70/4 دیہہ 44 داد، تعلقہ نوابشاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	11 ستمبر 2019	
آر ایس نمبر 84/2، 3، 4 پر اراضی دیہہ 87-A نصرت تعلقہ نوابشاہ، ضلع شہید بے نظیر آباد	27 ستمبر 2019	

لاڑکانہ	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 378 (حصہ) 379 (حصہ) اور 380 (حصہ) دیہہ نذر ٹھریری، پٹوابرا، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	31/مارچ 2021	**بڑی فصلیں** چاول، جوار، گنا، رابی، گندم، دالیں اور تیل کے بیج **چھوٹی فصلیں** امرود، لیمن، آم اور کھجور **کاشت شدہ اراضی** 64000 ہیکٹر
آر ایس نمبر 72 دیہہ بگٹی بلوچ، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	26/نومبر 2020	
آر ایس نمبر 116، 117، 119/1، 119/2، 119/3 دیہہ لُنڈ ٹپولونگال، ضلع لاڑکانہ	4/نومبر 2020	
آر ایس نمبر 120 تا 123، 134 تا 138 اور 142 دیہہ بگٹی بلوچ تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	3/اکتوبر 2020	
آر ایس نمبر 304 تا 309، 311 تا 314 اور دیگر پیمائش شدہ ایک دیہہ اور ٹپو بقا پور، تعلقہ بکرانی، ضلع لاڑکانہ	3/اکتوبر 2020	
آر ایس نمبر 656 (حصہ) 657 (حصہ) 658 (حصہ) 659 (حصہ) اور دیگر، دیہہ واہ نبی بخش، ٹپوابرا، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	23/ستمبر 2021	
آر ایس نمبر 242 (حصہ)، 243 (حصہ)، 244 (حصہ) دیہہ چاکر علی، ٹپو بیرو چانڈیو، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	23/ستمبر 2021	
آر ایس نمبر 332 (حصہ)، 339 (حصہ)، 150 (حصہ)، 151 (حصہ)، دیہہ کھیڈکر، ٹپو ڈوڈئی تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	23/ستمبر 2021	
آر ایس نمبر 17، 18، 19 اور 21، دیہہ نذر علی تھارانی، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	5/جنوری 2020	
آر ایس نمبر 17، 18، 19 اور 20، دیہہ نذر علی تھارانی، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	3/جنوری 2020	
آر ایس نمبر 670 تا 674 (حصے) دیہہ واہ نبی بخش، ضلع لاڑکانہ	15 نومبر 2019	
آر ایس نمبر 308، 326، 497 (حصہ)، 592 (حصہ) اور 595 (حصہ)، دیہہ واہ نبی بخش، ضلع لاڑکانہ	12/اکتوبر 2019	
آر ایس نمبر 326 (حصہ) اور 595 (حصہ) پیمائش شدہ علاقہ 31.40 گھنٹا واقع دیہہ واہ نبی بخش ضلع لاڑکانہ	12/اکتوبر 2019	
آر ایس نمبر 215 اور 212، دیہہ نذر ٹھریری، ٹپوابرا، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	28/ستمبر 2019	
آر ایس نمبر 11 تا 16، 1/27، 28، 29، 642 تا 645، 647، 648 اور دیگر پیمائش شدہ علاقہ 60 ایکڑ اور 7 گھنٹا واقع دیہہ ڈھاڈھرا، ٹپو بقا پور، تعلقہ باکرانی، ضلع لاڑکانہ	11/جولائی 2019	
آر ایس نمبر 497 (حصہ اور 592 (حصہ) دیہہ واہ نبی بخش، تعلقہ اور ضلع لاڑکانہ	12/اکتوبر 2019	

خیر پور	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 933 اور 934، دیہہ، تعلقہ اور ضلع خیر پور	یکم اپریل 2021	**بڑی فصلیں** کپاس، کھجور اور گنا **چھوٹی فصلیں** بنولہ **پھلوں کے باغات** کھجور، کیلا، آم، امرود، سنگترہ اور لیمن **قابل کاشت** 256000 ہیکٹر (16 فیصد)
آر ایس نمبر 372, 373, 756 دیہہ گجو، ٹپو لقمان، تعلقہ اور ضلع خیر پور میرس	14/نومبر 2020	
آر ایس نمبر 190, 191, 196, 197, 198 اور 199 دیہہ بھرگڑی، تعلقہ اور ضلع خیر پور میرس	13/فروری 2020	

حیدرآباد	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 513/4 اور 514/4 دیہہ میانو، ٹپو، تعلقہ اور ضلع حیدرآباد	19 جنوری 2021	**بڑی فصلیں** کپاس، چاول اور گنا
آر ایس نمبر 42، 43 اور 44 دیہہ سُکھ پور، تعلقہ اور ضلع حیدرآباد (دیہی)	19 جنوری 2021	
آر ایس نمبر 137 (حصہ) دیہہ نارا جانی، تعلقہ اور ضلع حیدرآباد	26 اکتوبر 2019	**چھوٹی فصلیں** گندم، دالیں اور آئل سیڈز
آر ایس نمبر 07 دیہہ چے چا ڈیٹھا، تعلقہ اور ضلع حیدرآباد (دیہی)	14 نومبر 2020	
آر ایس نمبر (حصہ) 260، 640، 641 دیہہ نارا جانی، ٹپو ٹنڈو وحیدر، تعلقہ اور ضلع حیدرآباد	12 اکتوبر 2019	**کاشت شدہ اراضی** 47000 ہیکٹر (47 فیصد)
آر ایس نمبر 136 (حصہ) واقع دیہہ نارا جانی، تعلقہ اور ضلع حیدرآباد (دیہی)	12 اکتوبر 2019	

ٹنڈو محمد خان	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
آر ایس نمبر 2 اور 3 دیہہ بہرام پور، ٹپو برلی شاہ کریم، ضلع ٹنڈو محمد خان	30 اپریل 2021	**بڑی فصلیں** گنا اور چاول
آر ایس نمبر 166/9 تا 16 اور 167/9 تا 16، دیہہ ویسا کی، تعلقہ اور ضلع ٹنڈو محمد خان	3 اکتوبر 2020	
آر ایس نمبر 228 دیہہ چانڈیو، ٹپو جموجا کھرو، تعلقہ ٹنڈو غلام حیدر، ضلع ٹنڈو محمد خان	3 اکتوبر 2020	
آر ایس نمبر 17، دیہہ تعلقہ اور ضلع ٹنڈو محمد خان	15 جنوری 2020	**چھوٹی فصلیں** گندم اور کپاس
آر ایس نمبر 239/2، 7 دیہہ ویسا کی، تعلقہ اور ضلع ٹنڈو محمد خان	27 نومبر 2019	
آر ایس نمبر 50، جیان نمبر 50، دیہہ چانڈیو ٹپو جموجا کھرو، ضلع ٹنڈو محمد خان	28 ستمبر 2019	

دادو	پبلک نوٹس تاریخ	فصلیں جو تباہ ہوگئیں
سٹی سروے نمبر 625/3-A، وارڈ۔اے، مچھلی مارکیٹ تعلقہ اور ضلع دادو	31 مارچ 2021	**بڑی فصلیں** کپاس، چاول، گنا
آر ایس نمبر 28، 36، 436، 440، 441، 442 اور دیگر، دیہہ پیری، تعلقہ اور ضلع دادو	16 فروری 2021	**چھوٹی فصلیں** جو، جوار، دالیں اور سرسوں

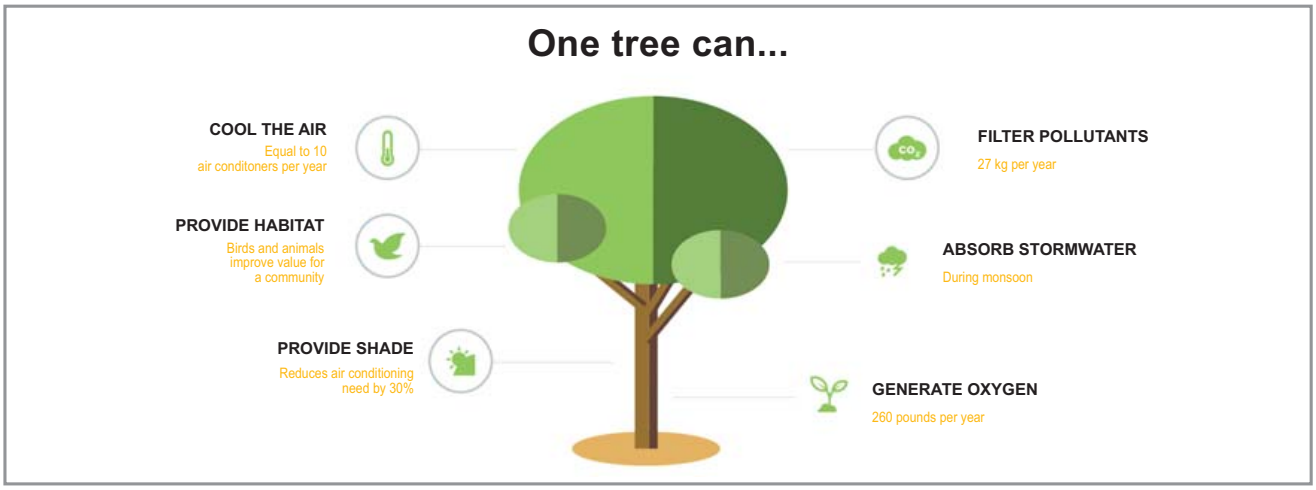

’عملیات امبر علی بھائی‘ کی پذیرائی

اتوار ۲۰ر جون ۲۰۲۱ء کو دانش آذر زوبی کی رہائش گاہ پر شہری۔سی بی ای کی جنرل سیکرٹری امبر علی کی آرگنائزیشن کے لیے کی گئی کاوشوں اور ان کے کاموں پر خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔تقریب میں شہری۔سی بی ای کی مجلس منتظمہ کے اراکین، کچھ سینئر ارکان اور شہری۔سی بی ای کے اسٹاف نے شرکت کی۔دانش آذر زوبی جو شہری۔سی بی ای کے بانی ارکان میں سے ایک ہیں اور مجلس منتظمہ کے رکن بھی ہیں، نے اس موقع پر خطاب کیا اور حاضرین کو ۱۹۸۸ء میں شہری۔سی بی ای کے قیام کے وقت ہونے والے اجلاس کی یاد داشتوں سے آگاہ کیا۔انہوں نے حاضرین کو اس اجلاس میں شریک تمام اراکین کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔انہوں نے اس دوران اپنے تجربات سے بھی آگاہ کیا۔انہوں نے شہری۔سی بی ای کی مستحکم اور مسلسل کاوشوں میں امبر علی بھائی کی بحیثیت مرکزی کردار جدوجہد کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

شہری۔سی بی ای کے بانی رکن ڈاکٹر قیصر بنگالی نے تقریب کے شرکاء کو شہری کے قیام کی یادوں سے آگاہ کیا اور شفاف حکمرانی کو یقینی بنانے کے لیے شہریوں کی آگہی اور حرکت پذیری کی ضرورت پر زور دیا۔اس موقع پر امبر علی بھائی کو ’بے لوث خدمت گار شہری‘ کی شیلڈ پیش کی گئی اس کے ساتھ ہی انہیں دانش آذر زوبی کا تیار کردہ ان کا پورٹریٹ بھی دیا گیا۔

امبر علی بھائی نے تقریب کے شرکاء کی نیک خواہشات پر ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ شہری۔سی بی ای ایک ٹیم کی جدوجہد کا نام ہے اور اس کی کامیابیاں اسٹاف اور رضا کاروں کی جانب سے کراچی کی محبت میں کی گئیں انتھک کوششوں، لگن اور خلوص کا نتیجہ ہے۔

کیوں ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے؟

دانش آذر زوبی

اعداد کا عنصر

حال ہی میں اخبار میں شائع ہونے والا زیبا سحر کا آرٹیکل 'گمشدہ دھمکی' نظر سے گذرا۔ یہ آرٹیکل ہماری آبادی کی تکلیف دہ صورت کے بارے میں تھا۔ درحقیقت گنجائش سے زیادہ آبادی کو ہمارے ہاں کبھی بھی ایک سنگین مسئلہ نہیں سمجھا گیا۔ اسے ایک سنگین مسئلہ کیسے کہا جا سکتا ہے جب اس میں خدا کی جانب سے عطا کردہ خوبصورت عطیہ بچوں کی پیدائش کی صورت میں ہو رہا ہو؟ کیسے بچوں کی پیدائش کا معجزہ ایک سنگین مسئلہ ہو سکتا ہے؟ لیکن صرف چند سالوں میں یہ خوبصورت بچے بڑے ہو کر معاشرہ پر ایک ناقابل برداشت بوجھ بن جاتے ہیں اگر ہم ان کے لیے مناسب ترقی اور مواقع پیدا نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس آرٹیکل کا زیادہ خطرناک حصہ وہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ قومی سلامتی پر مکالمہ کے موضوع پر حال ہی میں منعقد ہونے اعلیٰ سطحی کانفرنس میں آبادی میں اضافے کو ایک ترجیح کے طور پر شامل ہی نہیں کیا گیا ہے۔ میرا خوف یہ ہے کہ کیا ہم اپنے جسم پر بم باندھ کر خود کو محفوظ کر سکتے ہیں؟

انسانوں کے لیے بم کی اصطلاح استعمال کرنے والا پہلا شخص ماہر حیاتیات پال انرلچ تھا جس نے ۱۹۷۰ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب 'آبادی کا بم' اور ۱۹۹۰ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب 'آبادی کا دھماکہ' میں اس اصطلاح کو استعمال کیا تھا۔ اس وقت سے انسانوں کی آبادی میں اضافہ اور ان کی فلاح و بہبود ایک دلچسپ بحث کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ کچھ کا خیال ہے کہ پیدائش میں وقفہ جدید آزادی خیال پالیسیوں کا حصہ ہے جو طبقہ اشرافیہ کے ذاتی مفادات کے مدنظر مرتب کی گئی ہیں۔ منصوبہ بندتر قیات کے ساتھ ایک باوقار سماجی انصاف آبادی کے بڑھتے ہوئے اعداد و شمار کو ترقی کے لیے ایک کارآمد اثاثے میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ فتویٰ یہ تھا کہ آبادی میں بے پناہ اضافہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ بڑھتی ہوئی غربت کا نتیجہ ہے جبکہ کچھ کی نظر میں اس کی وجوہات کچھ اور ہیں۔ لوگوں کی اکثریت بچوں کو ایک سرمایہ کاری کی حیثیت سے دیکھتی ہے جو اوائل عمر میں ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور بڑھاپے میں ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

بڑھتی ہوئی آبادی کے خطرے نے انیسویں صدی کے پادری تھامس مالتھوس کو خوفزدہ کیا جس نے پیشن گوئی کی تھی کہ اگر اس پر پابندی نہیں لگائی گئی تو آئندہ پچیس سالوں میں آبادی دوگنی ہو جائے

گی اور اس کی وجہ سے خوراک کی قلت پیدا ہو جائے گی۔ اور بھوک، بیماریاں، طاعون اور بڑے پیمانے پر جنگوں کے واقعات رونما ہوں گے۔ یہ حیرت انگیز پیشن گوئی ترقی پذیر دنیا کے زیادہ تر ممالک میں کرونا کی حالیہ عالمگیر وبا کے تناظر میں بالکل صحیح نظر آتی ہے۔ انسانی ترقیات کے شاریہ نے زرخیزی میں ڈرامائی گراوٹ کے ساتھ مالتھوسی نظریوں کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ ترقی پذیر ممالک بڑھتی ہوئی آبادی کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو متوازن انفرا اسٹرکچر، ترقیات اور سماجی انصاف مہیا کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

واضح طور پر نظر آتا ہے کہ گذشتہ ۷۰ سالوں میں ہماری قیادت پچیس سالوں میں دوگنی سے زیادہ ہو جانے والی آبادی کو سماجی انصاف اور متوازن ترقیات کے ادنیٰ ترین معیار کو بھی حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ غربت، بیماریوں، جہالت، جرائم، غلاظت، گندگی، بھوک اور غذائی قلت کا بھوت ملک کا پیچھا کر رہا ہے، صرف چند چھوٹے دولت مند جزیرے ہیں جہاں تمام سہولیات کی کثرت ہے۔ ہمارا معاشرہ عدم مساوات اور سماجی ناانصافی کی ایک اعلیٰ مثال بن چکا ہے۔ ہر قسم کے سیاستدان اور حکمران ہماری قسمت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لیے جاتے رہے ہیں لیکن کوئی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں ہماری آبادی تین کروڑ ۲۰ لاکھ تھی جو ۱۹۷۲ء میں دوگنی ہو کر تقریباً ۶ کروڑ ۱۳ لاکھ ہو چکی تھی۔ اگلے پچیس سالوں یعنی ۱۹۹۱ء میں مالتھوسی دوگنی آبادی کے نظریہ کی حد سے بھی زیادہ ۱۳ کروڑ ۸۶ لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ کوئی بھی بہ آسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ۲۰۲۴ء میں ملک کی آبادی کیا ہوگی جبکہ بڑھتی ہوئی آبادی کو ترجیحی فہرست میں شامل ہی نہیں کیا گیا ہے۔ جنرل ایوب خان واحد حکمران تھا جس نے ملک کی آبادی پر قابو پانے کے لیے ایک واضح ایجنڈا نافذ کیا۔ لیکن ان کی رخصتی کے ساتھ ہی ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانے کا ایک عمدہ پروگرام تحلیل ہو گیا اور ملک میں پے در پے انتظامی بحرانوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ غربت اور بے تحاشہ آبادی کے درمیان رشتے کا تعین خلاف قیاس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے سائنسی طریقوں پر مبنی سماجی مقاصد میں سرمایہ کاری کرنا۔ ترقیاتی اہداف کو حاصل کیے بغیر آبادی کے پھیلاؤ میں کبھی بھی کمی نہیں لائی جا سکتی۔ دو ہاتھ اقتصادی ترقی میں ہاتھ بٹانے کے لیے ہونا چاہئیں۔ یہاں آبادی کے ماہرین کی کمی نہیں ہے ہمیں صرف آبادی پر قابو پانے کے طریقوں کی اہمیت کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے۔ لیکن دونوں کے لیے جواب ایک ہی ہے اور وہ ہے آبادی ہمارے سیارے کو دیکھئے ۱۸۰۰ء میں ایک ارب آبادی تک پہنچنے کے لیے ہمیں اپنی تمام تاریخ لگ گئی، مزید ایک ارب کا اضافہ صرف ایک صدی میں ہوا اور آبادی میں مزید ایک ارب کا اضافہ صرف ۳۰ سالوں میں ہوا۔ بیسویں صدی کے اختتام تک ہم ۶ ارب آبادی کی حد عبور کر چکے تھے۔ صرف گذشتہ دو عشروں میں ہم ۸ ارب آبادی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ کسی بھی گھر کے سربراہ سے پوچھ لیجیے وہ آپ کو اس کا مطلب سمجھا دے گا۔ اگر آپ نے دس روٹیاں پکائی ہیں اور وہاں سو بھوکے کھڑے ہوں تو وہاں افراتفری کے امکانات ہو سکتے ہیں اگر ہم اس مساوات کو بڑے پیمانے پر ایک شہر کی سطح پر رکھ کر اندازہ کریں تو کس قدر ہیجانی اور ہنگامہ خیز صورتِ حال پیدا ہوگی۔ اس میں آپ رہائش، توانائی اور دیگر شہری سہولیات کی فراہمی کو بھی شامل کر لیں۔ لاکھوں افراد کی شہروں کی جانب ناہموار ہجرت جاری ہے۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ جلد ہی پوری دنیا کی ۶۰ فیصد آبادی شہروں پر مشتمل ہوگی۔ ان شہری مراکز میں گنجان آبادی کے خطرناک مسائل پیدا ہوں گے واضح رہے کہ یہ شہری مراکز پہلے ہی اپنی بساط سے بڑھ کر آبادی کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں اور موت کے کنوؤں کی شکل اختیار کر چکے ہیں دولت مند آبادی کے لیے خوراک اور توانائی کی مصنوعات کی پیداوار اس سیارے کے ذرائع اور ماحول کے لیے تباہ کن ثابت ہو چکی ہے۔ فضلے کا اتلاف، ہوائی اور سمندری آلودگی، گلوبل وارمنگ اور ماحولیاتی بحران، جنگلات کی کٹائی، صحراؤں کے رقبہ میں اضافہ، کم زراعتی پیداوار جیسے تمام ماحولیاتی مسائل براہ راست آبادی کے پھیلاؤ سے جڑے ہوئے ہیں اور بلاشبہ یہ ایک عالمی بحران ہے۔

میرے خیال میں غیر ضروری گنجان آبادی معاشرہ کی تمام برائیوں کی جڑ ہے اس لیے میں موجودہ حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے ایجنڈے میں ترجیحات کا از سرنو تعین کرے۔ میرے خیال میں خاندانی منصوبہ بندی کی کوششیں سماجی انصاف، صحت اور تعلیم کے دیگر پروگراموں کے ساتھ ساتھ جاری رہنی چاہئیں اور ایک مستحکم خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام خوراک، پانی تحفظ اور ماحولیاتی تبدیلی کے ساتھ اولین ترجیح ہونا چاہیے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے اقتصادی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والے تمام اقتصادی ماہرین بڑھتی ہوئی آبادی کا سامنا کرنے سے خوفزدہ ہیں۔ صرف چند عشروں میں بنگلہ دیش کی معاشی ترقی ایک مثال بن چکی ہے۔ اس عرصے کے دوران بنگلہ دیش نے اپنی آبادی کا ہدف ۶.۹ فیصد سالانہ سے کم کر کے ۲.۱ فیصد سالانہ (عالمی معیار کے مطابق) کی شرح تک حاصل کر لیا ہے جس کی وجہ سے انہیں اپنی معیشت اور اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے سرمایہ کاری کرنے کا موقع ملا۔ کیا ہم اپنی آبادی کی شرح ۳.۶ فیصد پر برقرار رکھیں گے؟ دنیا کی معیشت میں حیرت انگیز ترقی کرنے والے چین کی دیگر وجوہات کے ساتھ ایک بڑی وجہ اس کی 'ایک بچے کی پالیسی' پر سختی سے نفاذ ہے۔ مثالوں اور اعداد و شمار کو پیش کرنے سے ہم صفحات تو بھر سکتے ہیں لیکن ہماری منصوبہ بندی میں نقائص رہیں گے تو کوئی بھی چیز کام نہیں آئے گی۔ خدا ہمارے ملک پر مہربان ہے ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کے لیے صحیح اقدامات اٹھانا ہوں گے۔

سماجی تحفظ سب کے لیے

نعیم صادق

'الف' نے بطور ہیلپر ایک دوکان میں کام کیا جس کا مالک 'ب' تھا۔ سات سال کے بعد اس نے 'ج' کے ساتھ آٹھ سال تک کام کیا جو کہ دوسرے شہر میں تھا۔ اس کے بعد اس نے نو سال تک 'د' کے لیے کام کیا اور آخر میں اس نے 'س' کے لیے بحیثیت مالی دس سال تک کام کیا۔ اس نے مختلف دوکانوں اور گھروں میں ۳۴ سال تک کام کیا۔ اس کے مالکان ہمیشہ اسے کم از کم قانونی اجرت سے بھی کم اجرت پر ملازمت دیتے تھے اور آٹھ گھنٹوں سے بھی زیادہ کام کراتے تھے لیکن اس کے باوجود اسے کوئی ای او بی آئی پنشن یا سوشل سیکیورٹی کی سہولت حاصل نہیں ہے۔

'الف' اب ساٹھ سال کا بوڑھا آدمی ہے اور وہ کوئی باقاعدہ ملازمت نہیں کرسکتا۔ ۳۴ سال محنت و مشقت کی زندگی گذارنے کے باوجود وہ کسی بھی قسم کے اولڈ ایج بینیفٹ، پنشن یا گریجویٹی کا حقدار نہیں ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ اپنے خاندان اور معاشرے پر ایک بوجھ بن گیا ہے۔

ہر روز زیادہ سے زیادہ لوگ ان افراد کی صف میں شامل ہوتے جارہے ہیں جن کا زندگی بھر استحصال کیا جاتا رہا اور بڑھاپے میں انہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا گیا کیونکہ حکومت نے غیر رسمی سیکٹر میں کام کرنے والے کروڑوں افراد کے لیے ابھی تک کوئی اولڈ ایج بینیفٹ اسکیم یا سوشل سیکیورٹی کا ادارہ تخلیق نہیں کیا ہے۔ ای او بی آئی اور سوشل سیکیورٹی کے لیے موجودہ قانون صرف ان اداروں پر ہوتا ہے جہاں پانچ سے زیادہ افراد کام کرتے ہوں۔ سادہ الفاظ میں یہاں انفرادی خودکار مزدوروں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

پاکستان اپنے شہریوں کی زندگی میں انقلابی بہتری لاسکتا ہے اگر وہ قانون سازی کی ذریعہ اس امر کو یقینی بنائے کہ ادارہ جاتی یا کام کی نوعیت کی تخصیص کے بغیر مزدوروں کو

(الف) کم از کم قانونی اجرت دی جائے۔

(ب) انہیں ای او بی آئی میں رجسٹر کیا جائے اور

(ج) سوشل سیکیورٹی میں بھی رجسٹر کیا جائے۔

ہر کسی پر یہ قانونی بندش ہونی چاہیے کہ خواہ اس نے ایک ہی مزدور (مثلاً گھریلو ملازم) کو ملازمت پر رکھا ہو وہ درج بالا تینوں ضوابط کو پورا کررہا ہو۔

ای او بی آئی کی موجودہ پنشن اسکیم سندھ میں ۸۰۰۰ روپے ماہانہ پنجاب میں ۱۳۰۰۰ روپے ماہانہ اور خیبر پختونخواہ میں ۱۷۵۰۰ روپے ماہانہ کو پورے پاکستان کے مزدوروں کے لئے یکساں کردیا جائے۔ اس کی لازمی طور پر ٹیلیویژن اور اخبارات کے ذریعہ متواتر تشہیر ہونی چاہیے کہ کوئی بھی فرد یا ادارہ خواہ وہ صرف ایک ہی فرد کو اس کے کام کی نوعیت کی تخصیص کے بغیر (گھریلو ملازم، زرعی مزدور تجارتی یا صنعتی کارکن) ملازم رکھتا ہے تو اسے اس کی کم از کم قانونی اُجرت ادا کرنی ہوگی اور اس اُجرت کا 6 فیصد ای او بی آئی اور مزید 6 فیصد سوشل سیکیورٹی کی مد میں متعلقہ ادارہ میں جمع کرانا ہوگا۔ یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ تمام ادائیگیاں بینکوں کے ذریعہ ہوں گی۔

یہ سب ممکن ہے اگر حکومت اپنے موجودہ بھاری ادائیگیوں اور رقوم کی منتقلی کے نظام کو مؤثر بینکاری خدمات کی صورت میں تبدیل کردے۔ پاکستان کو کینیا جو ایک چھوٹا سا ترقی پسند افریقی ملک ہے، سے سبق سیکھنا چاہیے جہاں صرف ایک نہایت سادہ 'ایم۔ پیسا منی ٹرانسفر اسکیم' کو سینٹرل بینک آف کینیا چلاتا ہے۔ یہ موبائل فون پر مبنی نظام شہریوں، تاجروں، بینکوں اور حکومت کے مابین متفرق ادائیگیوں کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ جب کہ پاکستان میں دیر سے ہی صحیح ایک اسکیم RAAST کے نام سے متعارف کرائی گئی ہے جو ایک خوش آئند پیش رفت ہے یہ ابھی وقت سے بہت پیچھے ہے اور اس کو بڑے پیمانے پر وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ ایک عام شہری کو کسی ڈیجیٹل ہائے وے میں دلچسپی نہیں ہے اس کو تو سفر کرنے کے لیے حقیقی ذرائع کی ضرورت ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ ہماری کل باقاعدہ اور بے قاعدہ افرادی قوت کا صرف ۱۰ رفیصد ہی ای او بی آئی میں رجسٹرڈ ہے جبکہ سوشل سیکیورٹی میں تو یہ تعداد اس سے بھی کم ہے۔ ہر ذی شعور شخص ان دونوں اداروں کی نااہلی اور غیر مؤثریت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ان اداروں میں مکمل طور پر اصلاح کی ضرورت ہے ان کی تطہیر نو ہونی چاہیے اور ان کے نظام کو کمپیوٹرائز ہونا چاہیے۔ تاکہ پاکستان میں کام کرنے والے ہر شہری کی بلاتخصیص کام کی نوعیت یا ادارہ ای او بی آئی اور سوشل سیکیورٹی میں رجسٹریشن کو یقینی بنایا جاسکے۔ یہ سب صرف اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب تمام ادائیگیوں اور اندراج کا ریکارڈ کمپیوٹرائز ہو اور اسے قومی شناختی کارڈ اور نادرا کے ڈاٹا بیس سے منسلک کردیا جائے۔

پاکستان بحیثیت ریاست اپنے عام شہریوں کی عزت نفس، کفالت اور سہولت کاری کو بڑھانے کے لیے مؤثر اقدامات اٹھانے میں ناکام رہا ہے۔ ہمیں اپنے استحصالی ہاتھوں کے شکنجہ کو اپنے غریب شہریوں، کمزوروں اور بے وسیلہ افراد کی گردنوں سے ہٹانا ہوگا تاکہ وہ بھی سکھ کا سانس لے سکیں۔ نومنتخب امریکی صدر کا پہلا صدارتی حکم یہ تھا کہ وفاقی سطح پر کم از کم اجرت کو ۷.۲۵ ڈالر فی گھنٹہ سے بڑھا کر ۱۵ رڈالر فی گھنٹہ کردیا جائے۔ کیا پاکستان انسانیت کی فلاح و بہبود کی اس اعلیٰ مثال کی پیروی کرے گا؟

صوبہ سندھ میں گنجان آباد علاقوں کے معیار کا تعین کرنے کے لیے کمیٹی کا قیام

شہری۔سی بی ای نے وزیر اعلیٰ سندھ اور دیگر اعلیٰ حکام کو تحریر کیے گئے ایک خط کے ذریعہ اس کمیٹی میں شمولیت سے معذرت کر لی

امبر علی بھائی

صوبہ سندھ میں گنجان آباد علاقوں کے معیار کا تعین کرنے کے لیے لوکل گورنمنٹ ڈپارٹمنٹ حکومت سندھ نے ایک اعلامیے کے ذریعہ ایک کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ کمیٹی مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہوگی:

۱۔	خالد اے کے چاچڑ اسپیشل سیکرٹری (ایچ ٹی پی) لوکل گورنمنٹ ایچ ٹی پی ڈپارٹمنٹ، سندھ	کنوینر
۲۔	مشتاق ابراہیم سومرو	سیکرٹری/رُکن
	ڈائریکٹر (ایڈمنسٹریشن) ایس بی سی اے	سیکرٹری/رُکن
۳۔	چیئرمین، آباد (اے بی اے ڈی)	رُکن
۴۔	شہری۔سی بی ای	رُکن
۵۔	چیئرمین، پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز	رُکن
۶۔	اختر علی ڈائریکٹر، سندھ ماسٹر پلان اتھارٹی	رُکن
۷۔	ضرورت کے مطابق مقرر کردہ دیگر ارکان	رُکن

کمیٹی کے ٹی او آر مندرجہ ذیل ہیں:

- کمیٹی صوبے میں گنجان آباد علاقوں کے اعلان کے لیے معیار کا تعین اور تجویز کرے گی اور سات دنوں کے اندر اپنی تجاویز جمع کروائے گی۔

شہری سی بی ای نے بورڈ میں موجود ارکان، آرکیٹیکٹس، ٹاؤن پلانرز اور سول سوسائٹی کے دیگر اراکین سے مباحثہ کے بعد کمیٹی سے اپنا نام واپس لے لیا اور کمیٹی کی پہلی میٹنگ، جو ۲۸ جون ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوئی، میں شرکت نہیں کی۔ اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

- سال ۲۰۰۸ء میں کے بی سی اے نے شہر کے صحت مند پھیلاؤ کے لیے تعمیراتی سرگرمیوں اور ترقیات کو بڑھاوا دینے کے ضمن میں اداروں کی معاونت اور رہنمائی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دینے کے لیے شہر کے معروف آرکیٹیکٹس اور ٹاؤن پلانرز کو مدعو کیا تھا۔
- کمیٹی نے اپنی مندرجہ ذیل تجاویز کے ذریعے ضوابط پر عملدرآمد کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔
- ایک نگران کمیٹی کے قیام اور ممنوعہ علاقوں کی تخلیق اور ساتھ ہی ساتھ کراچی اور صوبہ کی منصوبہ بندی اور ترقیات کی رہنمائی اور ادارہ کی معاونت کے لیے اعلیٰ منصوبہ بندی اور ترقیات کا ادارہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی۔
- تاہم سندھ اسمبلی نے ۳۱ مئی ۲۰۱۰ء کو سندھ گنجان آباد ترقیاتی بورڈ ۲۰۱۰ء کا بل اس جواز کے ساتھ پاس کر دیا کہ 'سندھ کے شہری مراکز میں گنجان آباد علاقوں کی معاونت اور ترقیات کو یقینی بنانے کے لیے گنجان آباد ترقیاتی بورڈ ایکٹ ۲۰۱۰ء کی تخلیق کے لیے مناسب وجوہات موجود ہیں اور بورڈ ان سے منسلک معاملات کی نگرانی اور رہنمائی فراہم کرے گا'۔

بورڈ میں آٹھ ارکان کا تعین کیا گیا جس میں کسی بھی پیشہ ور ادارے، آزاد شہری منصوبہ سازوں یا سول سوسائٹی کی نمائندگی شامل نہیں تھی۔ ۲۰۱۳ء میں ایک ترمیم کے ذریعہ گورنر کی بحیثیت رکن تعیناتی کو ختم کر دیا گیا اور اس کے بعد اس میں مزید کوئی ترمیم نہیں کی گئی۔ تاہم بورڈ کے ارکان شہری۔سی بی ای اور ڈائریکٹر سندھ ماسٹر پلان اتھارٹی موجود نہیں ہیں

لیکن کورم کی اس کمی کے باوجود متعین علاقوں میں انفرادی پلاٹوں کو بند دروازوں کے پیچھے تبدیل کردیا گیا، مثلاً اس ضمن میں صدر ہوشنگ روڈ، کلفٹن اور سول لائنز میں ایسے کئی تعمیراتی منصوبوں کا نام لیا جاسکتا ہے۔

- سندھ گنجان آباد تر قیاتی بورڈ ایکٹ کراچی اور سندھ کے دیگر شہروں کے بہترین مفاد میں کبھی تھا نہ ہے۔
- سندھ گنجان آبادی ترقیاتی بورڈ کسی مفید مقصد کے لیے کام نہیں کرتا ہے ماسوا اس کے کہ وہ رئیل اسٹیٹ مافیا کے چند گروپوں کے مفادات میں سہولت کاری فراہم کرتا ہے مزید برآں اس امتیازی ایکٹ سے کلفٹن، سول لائنز میں واحد پلاٹوں اور دیگر کئی تعمیراتی منصوبے فوائد حاصل کر چکے ہیں جس کی قیمت شہر کو چکانا پڑ رہی ہے۔
- یہ ایکٹ کراچی کے مسائل کے حل کے لیے بڑے پیمانے پر منصوبہ بندی کو نظرانداز کرتا ہے۔ یہ شہر میں مزید شہری گنجائیت پیدا کرے گا۔
- بورڈ میں شہری منصوبہ سازوں، آرکیٹیکچروں اور سول سوسائٹی کے نمائندوں کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔
- اس میں بغیر کسی نگرانی کے چند مخصوص افراد کے ہاتھوں میں بہت زیادہ اختیارات مرکوز کردیئے گئے ہیں۔
- گیارہ علاقوں کے اعلامیے کو واپس لینا نہایت ضروری ہے اور مائی کولاچی ایکسپریس وے اس فہرست سے خارج کردیا گیا ہے کیونکہ سپریم کورٹ نے اس علاقہ میں مجوزہ ترقیاتی کاموں کو غیر قانونی قرار دیا ہے اور اس کی اصل حالت میں بحالی کے احکامات صادر کیے ہیں۔
- یہ کراچی کے شہریوں کی بڑی اکثریت کی ضروریات کا خیال نہیں کرتا ہے اور نہ ہی یہ سندھ کے دیگر شہریوں کی ضروریات کا خیال رکھے گا۔ یہ ناجائز تجاوزات اور اہم زرعی اراضی کو تباہ کرے گا۔

غور طلب نکات:

- گذشتہ دس سالوں میں گیارہ علاقوں کو گنجان آباد علاقوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے لیکن ابھی تک ان کے انفرااسٹرکچر میں بہتری کے اقدامات نہیں اُٹھائے گئے ہیں اور نہ ہی ان علاقوں میں شہری سہولیات کی فراہمی کو بہتر بنایا گیا ہے۔
- ایک خاص نوعیت کی عمارت کی ضروریات کے پیش نظر ایک بورڈ قائم کرنے کے لیے کیوں ایک خصوصی قانون سازی کی گئی۔ دیگر اقسام کی عمارات مثلاً اسکولوں اور اسپتالوں کی عمارات کے لیے اس قسم کے کوئی بورڈز نہیں بنائے گئے ہیں۔ گنجان آباد تر قیاتی بورڈ صرف واحد پلاٹوں کے مالکان، سرمایہ کاروں اور بلڈرز کے مفادات میں سہولت کاری کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔
- گذشتہ دو سالوں کے دوران کراچی کے کئی علاقوں میں بے رحمانہ بے دخلی کی گئی ہے۔ تاہم یہ بے دخلی اس تباہی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوگی اگر مچھر کالونی، شیریں جناح کالونی، سلطان آباد اور ریلوے مارشلنگ یارڈز کے علاقوں کو بلند و بالا عمارات کی تعمیر کے لیے کھول دیا جائے۔
- ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ اس قانون سازی/ایکٹ کی نیت کی بنیاد نااہلیت، تنگ نظری اور مفاد پرستی پر ہے۔ یہ ایکٹ آبادی کی اکثریت کے مفادات کی بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی اسے ان اقدامات سے موسمی تغیرات اور ماحول کی تباہی اور اس کے اثرات سے کوئی واسطہ ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

- سندھ گنجان آبادی ایکٹ ۲۰۱۰ء کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے اور شہر کی بڑھتی ہوئی گنجانیت اور پھیلاؤ کے لیے مناسب حدود متعین کرنے کے ضمن میں ایک خصوصی مباحثہ شروع کرنا چاہیے۔
- اس مباحثے کے نتیجے میں آنے والی تجاویز کو پالیسی، منصوبہ بندی اور ادارہ جاتی ضروریات کے قواعد کی شکل میں مجوزہ کراچی ماسٹر پلان ۲۰۴۷ میں شامل کیا جائے۔
- کمرشلائزیشن آف روڈ پالیسی ۲۰۰۴ء کے سماجی، ماحولیات اور معیشت پر پڑنے والے اثرات کا ایک تفصیلی تخمینہ لگایا جائے جو ماضی کی پالیسی سازی میں کی گئی خامیوں سے اجتناب برتنے کے لیے ایک رہنما دستاویز ہونا چاہیے۔
- کراچی میں حالیہ شہری سہولیات کی حالت اور شہری انفرااسٹرکچر کی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے ایک جامع رپورٹ/تحقیقی مطالعہ تیار کیا جائے۔ کراچی کے مستقبل کو مسائل سے نبرد آزما ہوتے ہوئے اور مواقع سے فائدہ اٹھا کر ہی محفوظ کیا جاسکتا ہے اور مستقبل میں ہونے والے شہری پھیلاؤ سے نمٹا جاسکتا ہے۔
- اربن ریجنل اینڈ پلاننگ ایکٹ کا مسودہ تیار کرنے کے لیے ایک شراکت داری طریقہ کار کا آغاز کرنا چاہیے تاکہ منصوبہ سازی کی خامیوں کو حل کیا جاسکے جس کے نتیجہ میں صوبے میں مستحکم ترقیات کے لیے فضا سازگار ہوسکے گی۔

اگر مجاز ادارہ کراچی اور سندھ کی ترقیات کے لیے نیک نیتی سے تجاویز کو ذہن میں رکھتے ہوئے، زمینی حقائق، ماحولیات اور موسمی تغیر کے پیش نظر پالیسی سازی کا فیصلہ کرتا ہے تو شہری۔ سی بی ای اور دیگر ماہرین کراچی اور صوبہ کو بہتر بنانے کے لیے باہم بیٹھنے اور ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔

میری سواری کس کی ذمہ داری

شہری۔سی بی ای کی ایک تحریک

حوافضل

سکینہ بائی اپنی پیدل چلنے کی رفتار کو تیز کر دیتی ہے۔ ٹوٹی پھوٹی سڑک اور اس کی ٹوٹی ہوئی چپل اس کی رفتار میں رکاوٹ بنتی ہے لیکن گذشتہ دس منٹ سے پیچھا کرتی ہوئی موٹر سائیکل کی آواز تمام تکالیف کو نظر انداز کرتے ہوئے تیز رفتاری برقرار رکھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

یہ ہر اس عورت کی روزمرہ کی کہانی ہے جو کراچی کی سڑکوں پر سفر کرتی ہے۔ کراچی دنیا کا تیسرا سب سے بڑا آبادی والا شہر بن چکا ہے جس کی آبادی دو کروڑ کے ہندسے کو پار کر چکی ہے اور جو پاکستان کا معاشی مرکز ہے، وہاں عورتوں کو اس خوف و ہراس کی حالت میں سفر کرنا پڑتا ہے۔

سکینہ بائی بالآخر سوزوکی ٹرک کے پچھلے حصہ پر چھلانگ لگا دیتی ہے جہاں پہلے ہی بیس عورتیں ایک ساتھ جڑی بیٹھی تھیں۔ عورتوں کی 'بیس نمبر والی گاڑی' اس کا روزانہ سفر کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔

فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے اشتراک سے شہری سی بی ای کی طرف سے کرائی گئی ایک تحقیق 'صنفی عینک سے صنفی حرکت پذیری' کے تناظر میں شہری سی بی ای نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن پاکستان کے اشتراک سے ایک تحریک کی شروعات کی۔

تحقیق میں میٹروپولیٹن شہر میں گھر سے باہر قدم رکھنے والی عورتوں کو درپیش مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ان مسائل کی حساسیت بہت زیادہ ہے اور موجودہ صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لیے کیا کوئی حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

تحریک 'میری سواری کس کی ذمہ داری' مکمل طور پر عورتوں کو کراچی کی سڑکوں اور گلیوں میں پیش آنے والے ان کے بیان کردہ ذاتی تجربات پر مشتمل ہے۔ زیادہ تر کہانیاں تکلیف دہ حادثات کے متعلق ہیں۔ عورتوں کو ایذادہی کی مختلف شکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً بسوں کے زنانہ حصے میں مردوں کا سوار ہونا، سڑکوں پر بیہودہ جملے اور آوازیں کسنا اور اجنبی مردوں کا تعاقب کرنا وغیرہ۔

یہ تمام عورتیں جو اپنے کاموں، اسکول اور جامعات جانے کے لیے سفر کرتی ہیں، روزانہ یہ سزا سہتی ہیں۔

ذیل میں ہم کچھ دستاویزی کہانیاں پیش کر رہے ہیں۔

میں ایک گھریلو ملازمہ ہوں مجھے روزانہ ایک ہی راستے پر سفر کرنا پڑتا ہے۔ مجھے روزانہ بیہودہ جملے سننا پڑتے ہیں مثلاً 'ہمیں بھی لفٹ کرادو'، 'کدھر چلی ہمیں بھی لے چلو'۔ میں نے اپنے آپ کو ڈھیٹ بنالیا ہے۔ اگر میں ان سے خوفزدہ ہو کر کام پر جانا بند کر دوں تو میرے بوڑھے ماں باپ کو کون کھلائے گا۔

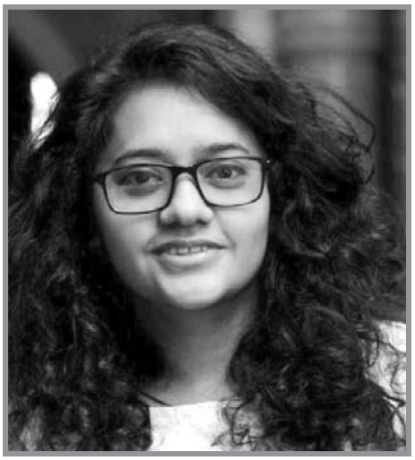

میں ایذادہی کے مختلف واقعات کا سامنا کر چکی ہوں جب میں گھر سے یونیورسٹی یا کہیں کا بھی سفر کرتی ہوں اور مجھے غیر ضروری اور تکلیف دہ انداز میں چھوا جاتا ہے لیکن میں روزانہ عبیر یا کریم کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتی۔

صبح کے اوقات ہمیشہ مصروف ہوتے ہیں اور بسوں میں رش زیادہ ہوتا ہے مجھے کبھی بھی بیٹھنے کے لیے سیٹ نہیں ملتی۔

بدقسمتی سے عورتوں نے اس ایذا دہی کو اپنی تقدیر سمجھ لیا ہے یہاں تک کہ وہ یہ بھی بھول چکی ہیں کہ انہیں اس پر احتجاج کرنے کا حق حاصل ہے۔ ایک عام خیال یہ ہے کہ 'خود کے لیے لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، مجھے اُسی بس اور اُسی سڑک پر ہر روز سفر کرنا ہے۔'

ذیل میں مختلف تحقیقی مطالعوں سے حاصل کردہ اعداد و شمار دیئے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک اس بات کا متقاضی ہے کہ اس مسئلے پر توجہ دینے کی شدید ضرورت ہے اور اس کا حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو پالیسی، قانون سازی کی شکل میں ہو۔ عوام اور حکومت کو مسئلہ کی سنگینی سے آگاہ ہونا چاہیے اور اس ضمن میں مختلف اقسام کی ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا چاہیے جو عورتوں کی مدد کرسکیں تاکہ روزانہ سفر کرنے والی عورتیں خود کو محفوظ تصور کرسکیں۔

ہماری اس تحریک کا حتمی مقصد اس مسئلہ کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنا ہے جسے ایک طویل عرصے سے بھلایا جاچکا ہے کیونکہ عورتوں کو اس بات کا یقین ہوگیا ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

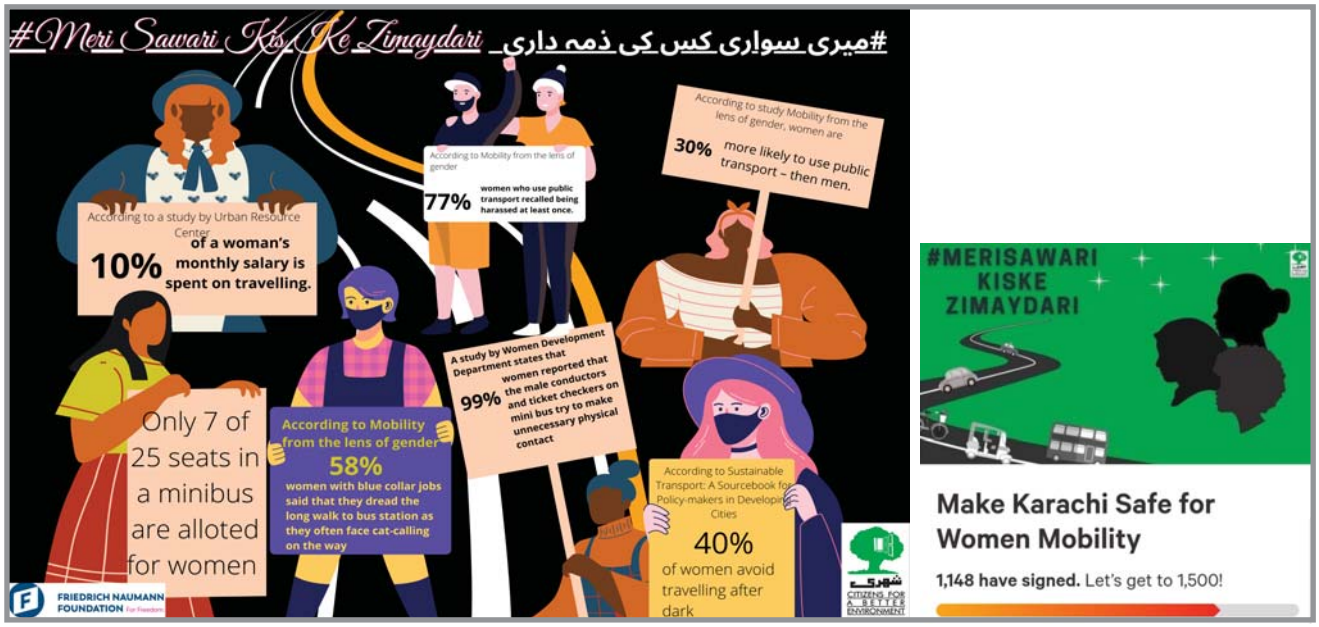

ہم اپنی پٹیشن بھی تیار کر رہے ہیں جس میں سندھ کے حکمرانوں اور پالیسی سازوں کو مخاطب کیا گیا ہے پٹیشن سفارشات کے ایک مجموعے پر مشتمل ہے جو سڑکوں اور گلیوں میں عورتوں کی مدد کریں گی۔

سفارشات

- محفوظ بس اسٹاپ کا قیام، جہاں بہتر روشنی، کلوز سرکٹ ٹی وی کیمرے/ وائی فائی کی دستیابی، حفاظتی گشت (خواتین پولیس کو شفٹوں میں تعینات کیا جانا چاہیے۔
- محفوظ بس اسٹاپ کے علاوہ کسی اور جگہ بس کھڑی کرنے پر بھاری جرمانے لگانے چاہئیں۔
- ایسی جگہوں کا ڈاٹا بنانا چاہیے جہاں ایسے واقعات بکثرت آتے ہیں اور بدنام چھیڑ خانی کرنے والے افراد پر جرمانے عائد کرنے چاہیے اور ان کو کڑی نگرانی میں رکھنا چاہیے۔
- ایک موبائل ایپ تیار کی جانی چاہیے جس کے ذریعے عورتیں اپنے ساتھ ہونے والی کسی بھی قسم کی ایذا دہی کی صورت میں شکایت درج کراسکیں اور سیکیورٹی اداروں سے مدد طلب کرسکیں۔
- اسکولوں کے نصاب میں صنفی حساسیت کے موضوعات کو لازمی حصے کے طور پر شامل کرنا چاہیے۔
- بسوں میں عورتوں کی بیٹھنے کی نشستوں میں اضافہ ہونا چاہیے اور بسوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ عورتوں کی نشستیں اور ان کی بسوں میں چڑھنے اور اترنے کی جگہ بسوں کے عقبی حصے میں ہونا چاہیے اور عورتوں کے بسوں میں چڑھنے کے لیے سیڑھیوں کی اونچائی کم ہونی چاہیے۔ (حکومت اس امر کو یقینی بنانے کے لیے ایک انتظامی ادارہ تشکیل دے۔ اگر کسی بھی بس میں یہ تمام سہولیات موجود نہ ہوں تو انہیں روٹ پر مٹ جاری نہ کیا جائے)

فی الوقت پٹیشن پر ۱۰۲۷/ افراد نے دستخط کیے ہیں اور ان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ عورتوں کی ایذا دہی کے واقعات کی نئی نئی کہانیاں روزانہ شہری سی بی ای کی سوشل میڈیا ویب پراپ لوڈ کی جارہی ہیں۔

بلاشبہ مسئلہ بڑا ہے مگر اسے حل کیا جاسکتا ہے اگر حکومت ایک تبدیلی لانے کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھانے کی خواہشمند ہو۔

کراچی..... جو میرا خواب ہے

کاروں سے مبرّا کراچی

عبدالعزیز

صبح کی سائیکل سواری سے گھر واپس آتے ہوئے میرا آخری پڑاؤ کارساز جنگل تھا۔ میں نے سڑک کے کنارے بنے ہوئے سائیکل اسٹینڈ پر اپنی سائیکل کھڑی کی۔ میں جنگل میں داخل ہوا اور چڑھائی چڑھنے لگا۔ مجھے اپنی سائیکل چھوڑتے ہوئے تھوڑی سی تشویش ہوئی تاہم میں نے محسوس کیا کہ اب کراچی میں ہر کسی کے پاس ایک سائیکل ہوتی ہے یا پھر وہ پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعے سفر کرتے ہیں لہٰذا مجھے اپنی سائیکل کی حفاظت کے بارے میں فکرمند نہیں ہونا چاہیے۔

میں مقامی اور دیسی درختوں کی بے شمار اقسام کے درختوں کی گھنی قطاروں کے درمیان پرندوں کی چہچہاہٹ اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے لطف اندوز ہوتا ہوا چل رہا تھا۔ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر میں نیم کے درخت کے نیچے رکھی ایک بنچ پر بیٹھ گیا، میں نے اپنا فون چارجنگ کے لیے لگایا اور منظر کا اسکیچ بنانا شروع کیا۔ درختوں کے درمیان سے جھانکتے ہوئے میں نے کارساز کے پار ڈھابوں اور ہاکروں کی بھیڑ کو دیکھا۔ سڑک کے بالکل نیچے میں نے اسٹیڈیم کو بھی دیکھا جو ہر ماہ کے آخر میں منعقد ہونے والے ثقافتی میلہ کے لیے نہایت خوبصورتی سے سجایا جارہا تھا۔

جیسے ہی میں نے کراچی کی بلند و بالا عمارتوں کا اسکیچ مکمل کیا میں نے قریبی رہائشی عمارتوں کی چھتوں پر مختلف اقسام کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کیا۔ لوگ کسرت کررہے تھے، یوگا میں منہمک تھے اور اپنے سبزیوں کے پودوں کو پانی دے رہے تھے۔ اپنا اسکیچ ختم کرنے کے بعد میں نے واپس چلنا شروع کیا۔ وقت کی قلت کے پیش نظر میں نے گھر جانے کے لیے سائیکل کے بجائے میٹرو سے سفر کرنے کا فیصلہ کیا۔ تمام سائیکل سواروں کے لیے مختص میٹرو کی بوگی میں ایک نشست مخصوص کرائی اور اپنے موبائل پر اپنے کام کو اختتام پر پہنچانے کے لیے بیٹھ گیا اور اپنے کام کو حتمی شکل دینے لگا۔

کراچی خواتین کے لیے مثالی شہر

لائبہ میمن

ایک بھرے ہوئے بازار میں عورتیں لائن میں مقامی سبزیاں اور ہاتھ سے بنی ہوئی دستکاریوں کو فروخت کر رہی تھیں۔ بزرگ عورتیں درمیانی راستوں کے درمیان چلتے ہوئے کاروبار کی دیکھ بھال کررہی تھیں اور ساتھ ہی امن و امان کو بھی یقینی بنا رہی تھیں۔ عورتیں بھری ہوئی پبلک گاڑیوں میں سفر کرتے ہوئے اپنی سماجی حرکیات سے لطف اندوز ہورہی تھیں جیسا کہ وہ مثالی معاشرہ میں ہوں۔ درحقیقت یہ مستقبل کے کراچی کے لیے ایک تصور ہے۔ جہاں مادرانہ نظام موجود ہو، جہاں عورتوں کی تحقیر نہیں کی جاتی ہو اور نہ ہی انہیں ایک آلے کی حیثیت تک محدود کردیا گیا ہو۔ بلکہ انہیں معاشرہ کے تمام ارکان کے مساوی عزت دی جاتی ہو۔ سست خرامی کے عمل کو کچھ نہ کرنے کے عمل کی حیثیت سے متعارف کرایا جاسکتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے عورتیں مسلسل اپنی جگہ بنارہی ہے۔ یہ عوامی حقیقت کو بحال کرنے کا واحد راستہ ہے۔ عورتوں کو گھروں سے نکلنا ہوگا۔ مردوں کی طرح باہر نکل کر چائے پینے سے لطف اندوز ہونا ہوگا اور انہیں اپنے اوپر جبریہ احکامات کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر باہر نکلنا ہوگا۔ میرے تصور میں ۲۰۵۰ء میں عورتیں عوامی جگہوں پر آزادی کے ساتھ خراماں خراماں چہل خوری کررہی ہوں گی جہاں پر کوئی ایسا شہری انفرا اسٹرکچر نہیں ہوگا جس میں صرف مردوں کو ہی گھر سے باہر جانے اور تفریح کی اجازت ہوگی۔ جہاں ایک عورت رات کو اپنے کھلے بالوں میں ٹھنڈی ہوا کا احساس کرنے کے لیے پارک میں ایک بنچ پر بیٹھ سکتی ہو، جہاں وہ کبھی بھی بغیر کسی جوابدہی کے گھر سے باہر جاسکتی ہو۔

۲۰۵۰ء میں عورتوں کو خطرات سے نمٹنے کا حق ہوگا۔ انہیں ایک معمول کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مساوی شہری کی حیثیت سے تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ اس مثالی کراچی میں صرف عورتوں کو ہی عوامی جگہوں تک طبعی رسائی حاصل نہیں ہوگی بلکہ یہ ان سب کے لیے بھی ہوگا جنہیں ابھی تک معاشرہ میں مکمل شہریت ہی نہیں دی گئی ہے۔

صبح ملاقات کے لیے جمع ہونے کی جگہ

فصیحہ اختر

گلی کے اطراف میں نیم کے درخت کے سائے کے نیچے ایک بیٹھنے کی جگہ بن چکی ہے۔ نیم کا یہ درخت اپنی معروف تین شاخوں جن پر اتحاد، یقین اور نظم کے الفاظ کندہ ہیں، کے ساتھ اپنا سایہ ملحقہ مصروف بس اسٹاپ تک پھیلا لیتا ہے۔ کراچی کے افتخار کا نشان سفید تین تلواریں اب انسانیت کے فطرت سے پیار کی حیثیت کو نمایاں کرتی ہیں جو نئے کراچی کا حلف نامہ ہے۔

اس نے درخت کے اطراف میں سائیکل اسٹینڈ کے ساتھ اپنی سائیکل کھڑی کی اور اپنے دوستوں سے ملاقات کی۔ ہاکر اسٹاپ پر اسکول بس کا انتظار کرنے والے بچوں کا دل بہلا رہا تھا۔ انہی بچوں کے درمیان لیڈی ہاکر کی بیٹی بھی تھی جو چور نظروں سے قریبی پھولوں کے ٹھیلے کو دیکھ رہی تھی۔ کبھی یہاں پر غیر مہذب اور دنگا فساد سے بھرپور آبادی ہوا کرتی تھی۔ وہ بچوں سے بھرے اس ہجوم سے تیزی سے گذری اور پھولوں کے ٹھیلے تک پہنچ گئی، اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی وہ ہر صبح اپنے پسندیدہ پھولوں کا گلدستہ اسی ٹھیلے سے لیتی ہے۔ یہ منظر چوک کے اس ماحول کو اُجاگر کرتا ہے کہ یہاں طبقاتی تفریق یا ماضی کی ناانصافی کی کوئی جھلک موجود ہے۔ یہ اس شہر کا خوبصورت چہرہ ہے جو کبھی بے شمار اختلافات اور فسادات کا گڑھ رہا تھا۔

کیرتھر سفاری

ماہا شیخ

اس سارے منظر نامے میں اپنے سامان سے بھرے ہوئے بیگ کے ساتھ میں نے کافی فاصلے پر حیدرآباد کی فلک نما عمارتوں کو پہاڑوں سے اُبھرتے ہوئے دیکھا۔ صبح کے سورج کی روشنی میں مٹی کی فلیٹ چمک رہے تھے۔ میں نے کووے کی کائیں کائیں سنی اور پون چکیاں عجیب آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ صبح تڑکے بھیڑیوں کے بھونکنے، سندھی وُڈ پیکروں کی ٹھک ٹھک، گدھوں کے پروں کی آواز اور شیر کے بھوکے بچوں کی آوازوں سے ہماری آنکھ کھلی۔ ہم کیرتھر جنگلی حیات پناہ گاہ میں بانسوں اور چھالوں سے بنے ہوئے ایک ماحول دوست لان میں لسی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

سبز چھتوں کا یہ لفافہ ماحول دوست سیاحتی گاؤں کو چھتری فراہم کرتا ہے اس کو سجاول اور جھمپیر کے پون فارموں سے توانائی فراہم کی جاتی ہے۔ ماحول دوست جگہیں مقامی اور دیسی درختوں کو پروان چڑھاتی ہیں مقامی پھلوں کی افزائش کو بڑھا کر ایک بنجر علاقے کو سرسبز اور شاداب جنگل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

اوس میں بھیگی ہوئی تازی ہوا اور خوشبو سونگھتے ہوئے اور مختلف جانوروں اور پرندوں کے شور کو سنتے ہوئے ہم نے پارک کی چڑھائی چڑھی۔ ہم نے دریائی گھوڑوں کے ایک جھنڈ کی دریا میں نہاتے ہوئے تصویریں لیں اور ہم نے دیگر مختلف جانوروں مثلاً زیبرا، سندھی مارخور اور ہرنوں کی بھی تصاویر لیں۔ چند کلومیٹر آگے جام شورو کی مشہور دریائی 'پلّا مچھلی' بھی پکڑ سکتے ہیں۔ مقامی ماحول دوست گاؤں کے مہمان خانوں کو دیسی اور مقامی طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے تیار کیا گیا ہے یہ بات یقینی طور پر صحیح ہے کہ مقامی ثقافت کے اطوار اور طریقے شاندار ترقی پسند مستقبل کا ضامن ثابت ہوں گے۔

جنوری تا جون ۲۰۲۱ء ___ خبروں پر ایک اجمالی نظر

سپریم کورٹ مقدمہ سی پی 09/2010 میں پیش رفت

۸/اپریل ۲۰۲۱ء

- کڈنی ہل (سی ایم اے **714-K/2020** اور سی ایم اے **424-K/2021**

سی ایم اے 714-K/2020 کی سماعت 8 اپریل 2021 کو ہوئی جس میں معزز عدالت نے کمشنر کراچی کو کڈنی ہل پارک سے تمام تجاوزات ہٹانے کا حکم دیا۔سینئر ایڈووکیٹ کمال اظفر نے شہریوں کی جانب سے پٹیشن سی ایم اے 424-K/2021 دائر کی جس میں استدعا کی گئی کہ کمشنر کراچی اور کے ایم سی کڈنی ہل پارک سے منسلک گھروں کے گیٹ ہٹانے کے عدالتی حکم پر عملدرآمد نہیں کر رہے ہیں لہٰذا ان کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جائے۔معزز عدالت نے پٹیشن کو منظور کرتے ہوئے کمشنر کراچی کو نوٹس جاری کر دیا اور شہری کی امبر علی بھائی کو آئندہ پیشی کی تاریخ پر طلب کیا۔

سی ایم 424/2021 (کڈنی ہل پارک) کے معاملے میں معزز عدالت کی جانب سے جاری کردہ نوٹس کے جواب میں شہری۔سی بی ای نے رپورٹ نمبر 35-K/2021 سپریم کورٹ میں جمع کرائی۔

- ہل پارک (سی ایم اے **145-K/2020** اور سی ایم اے **147-K/2020**

معزز عدالت نے ہل پارک سے تجاوزات ہٹانے کے حکم کے خلاف متعلقہ فریق کی جانب سے دائر کردہ نظر ثانی کی پٹیشن خارج کر دی۔

14 جون تا 18 جون 2021ء

مقدمے کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ نے آبزرویشن دی کہ اگر کوئی شخص غیر قانونی طور پر کسی اراضی پر سو سال تک بھی قابض رہا ہو تب بھی اس اراضی پر اس کے قبضہ کو قانونی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

- کڈنی ہل پارک **(Crl.O.P.8-K of 2021)**

بنچ نے کمشنر کراچی کو حکم دیا کہ کڈنی ہل پارک سے تجاوزات خواہ ان کی نوعیت کوئی بھی ہو، ہٹانے کے حکم کے ضمن میں اس پر عملدرآمد/ نفاذ کا حکم صادر فرمایا اور کڈنی ہل پارک کو اس کی اصل حالت میں بحال کرنے کا حکم دیا۔

- سی او ایم ایم۔3 (سی ایم اے **86-K/2020** اور سی ایم اے **711-K/2020**)

سپریم کورٹ کراچی رجسٹری میں 16 جون 2021 کو مقدمے کی سماعت ہوئی۔سماعت کے دوران امبر علی بھائی نے سپریم کورٹ میں کہکشاں اسکیم 5، کلفٹن کراچی کا ایک پرانا KDA کا نقشہ (1972) پیش کیا۔

معزز عدالت نے ڈائریکٹر جنرل KDA اور شہری کو اسکیم میں پلاٹوں سے متعلق ایک جامع رپورٹ تیار کرنے کا حکم دیا۔سپریم کورٹ نے بلاک 6 میں واقع ضیاء الدین اسپتال اور ساؤتھ سٹی اسپتال، کلفٹن کو رفاہی مقاصد کے لیے مختص اراضی پر اپنی طبی سہولیات کی فراہمی جاری رکھنے پر طلبی کے نوٹس جاری کر دیئے۔

- نسلا ٹاور (پلاٹ نمبر **A-193**، ایس ایم سی ایچ ایس)، (سی ایم اے نمبر **625-K/2021** اور سی ایم اے نمبر **576-K/2021**)

سپریم کورٹ نے کمشنر کراچی کو پندرہ منزلہ عمارت بنام نسلا ٹاور کو گرانے کا حکم دیا کیونکہ بلڈر نے ذیلی سڑک کے لیے مختص 400 مربع گز اراضی پر ناجائز قبضہ کیا اور اسے اپنی تعمیرات میں شامل کر لیا۔معزز عدالت نے بلڈر کو حکم دیا کہ وہ فلیٹوں کے مالکان کو ان کی رقم واپس کرے۔

- پویلین اینڈ کلب/ الہ دین پارک (سی ایم اے **689-K/2021**)

عدالت نے مقامی انتظامیہ کو حکم دیا کہ وہ پویلین اینڈ کلب کو ہٹا دے اور الہ دین امیوزمنٹ پارک کی حدود میں جاری تمام تجارتی سرگرمیوں کا خاتمہ کرے۔

- کے ڈی اے آفیسرز کلب (کے ایم سی اسپورٹس کلب)، (سی ایم اے نمبر **229-K/2018**)

معزز عدالت عظمیٰ نے ایڈمنسٹریٹر کے ایم سی کو کشمیر روڈ پر واقع کے ایم سی پلے گراؤنڈ سے ہر قسم کی عمارات اور تعمیراتی سامان سے پاک و صاف کرنے کا حکم دیا۔ پلے گراؤنڈ سے سوئمنگ پول اور ٹینس کورٹس کے علاوہ تمام تعمیرات کو ہٹا دیا جائے۔

جنوری تا جون ۲۰۲۱ء کے دوران منعقد ہونے والی سماجی سرگرمیاں

درختوں کی شجر کاری

نمبر شمار	سرگرمی	تاریخ	مقام
۱۔	درختوں کی شجر کاری	۶ر فروری ۲۰۲۱ء	مزار قائداعظم
۲۔	درختوں کی شجر کاری	۱۶ر فروری ۲۰۲۱ء	مزار قائداعظم
۳۔	درختوں کی شجر کاری	۲۹ر اپریل ۲۰۲۱ء	باغِ ابن قاسم

فریڈرک نومان فاؤنڈیشن پاکستان کے اشتراک سے شہری سی بی ای کی سرگرمیاں

۱۔ آگہی سیشن 'سندھ میں مذہبی اقلیتوں کی عورتوں کی خودمختاری میں تعلیم اور تربیت کے ذریعہ بہتری'

نمبر شمار	تاریخ	شہر/ مقام	مقاصد/ اہداف
۱۔	۲۰ر فروری ۲۰۲۱ء	نیو ریوایول چرچ، لعل آباد ابراہیم حیدری، کراچی	مذہبی اقلیتوں کی عورتوں میں تعلیم اور مہارت کو مندرجہ ذیل موضوعات پر بڑھاوا دینا ۱۔ پاکستان میں عورتوں کے حقوق ۲۔ سندھ بچوں کی شادی پر پابندی ایکٹ ۳۔ سندھ ہندو شادی ایکٹ ۴۔ جائیداد اور وراثتی حقوق وغیرہ ۵۔ ب فارم، فیملی رجسٹریشن سرٹیفکیٹ (ایف آر سی) اور میرج رجسٹریشن کی اہمیت
۲۔	۱۳ر مارچ ۲۰۲۱ء	نیو ریوایول چرچ، لعل آباد ابراہیم حیدری، کراچی	
۳۔	۶ر اپریل ۲۰۲۱ء	ایس آر او گیسٹ ہاؤس، ٹھٹھہ	
۴۔	۲۲ر مئی ۲۰۲۱ء	ٹنڈو الہ یار	
۵۔	۲۸ر مئی ۲۰۲۱ء	جیکب کمیونٹی ڈیولپمنٹ سینٹر، حیدرآباد	
۶۔	۲۹ر مئی ۲۰۲۱ء	کمیونٹی سینٹر، گوٹھ میر پور خاص	
۷۔	۵ر جون ۲۰۲۱ء	پریس کلب، بدین	
۸۔	۱۲ر جون ۲۰۲۱ء	بیچ لگژری ہوٹل کراچی	
۹۔	۲۶ر جون ۲۰۲۱ء	شانتی نگر ولیج، ٹنڈو الہ یار	

۲۔ 'سندھ حق معلومات قانون' پر شہری ماہرین اور حکومتی افسران کی مہارت میں اضافے کا تربیتی پروگرام

نمبر شمار	تاریخ	شہر/ مقام	مقاصد/ اہداف
۱۔	۲۴ر فروری ۲۰۲۱ء	کراچی	۱۔ سندھ شفافیت اور حق معلومات ایکٹ ۲۰۱۶ء کا ادراک ۲۔ شہریوں کے گروپوں کی اپنے خدشات دور کرنے کے لیے حق معلومات قانون کے استعمال کی مہارت میں اضافہ کرنا ۳۔ حکومتی افسران کی مہارت میں اضافہ کرنا کہ کیسے حق معلومات قانون کے تحت دی گئی درخواستوں کا جواب دیا جائے۔
۲۔	۲۷ر فروری ۲۰۲۱ء	میر پور خاص	
۳۔	۱۹ر مارچ ۲۰۲۱ء	شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور (حکومتی افسران)	

۴۔	۲۰/مارچ ۲۰۲۱ء	ریجنل آفس، پلاننگ ڈپارٹمنٹ سکھر (حکومتی افسران)	۴۔ حق معلومات قانون کے تحت دی جانے والی درخواست کو کیسے تیار کیا جائے۔
۵۔	۳/اپریل ۲۰۲۱ء	انڈس ہوٹل، حیدرآباد (شہریوں کے گروپ)	
۶۔	۱۰/اپریل ۲۰۲۱ء	ٹنڈو الہ یار	
۷۔	۱۹/اپریل ۲۰۲۱ء	کیریٹاس پاکستان آفس، حیدرآباد	

۳۔ پبلک پالیسی سازی میں شراکت کے لیے قانون سازوں سے رابطہ اور مکالمہ

نمبر شمار	تاریخ	شہر/مقام	مقاصد/اہداف
۱۔	۳۰/مارچ ۲۰۲۱ء	میریٹ ہوٹل، کراچی	۱۔ پالیسی سازی میں درپیش مشکلات پر بحث کرنے کے لیے صوبائی قانون سازوں سے رابطہ اور مکالمہ کہ کیسے پبلک پالیسی سازی کے طریقہ کار کو بہتر اور عوامی فلاح کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

مطبوعات کی اشاعت

۲۰۲۰ء میں شہری سی بی ای نے عورتوں کے مسائل اور شہری ڈیزائن کے موضوعات پر تین مطبوعات شائع کیں۔

۱۔ صنفی عینک سے حرکت پذیری۔تحقیقی مطالعہ کراچی

۲۔ پاکستان میں مذہبی اقلیتیں اور صنفی متن

۳۔ مستقبل کے شہر۔کووڈ۱۹/وبا سے سبق

اظہار تعزیت

شہری سی بی ای کی منتظمہ کمیٹی معروف مصنفہ اور صحافی ش فرخ کے اہل خانہ سے دل کی گہرائیوں سے اظہار تعزیت کرتی ہے۔محترمہ ش فرخ ۱۷/جون ۲۰۲۱ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئیں۔وہ ۱۹۹۴ء سے ۲۰۱۲ء تک شہری نیوز لیٹر (اردو) کی ایڈیٹر تھیں۔بطور صحافی انہوں نے نہایت عزم اور حوصلہ کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

شہری۔شہری برائے بہتر ماحول

اظہار تعزیت

شہری سی بی ای کی انتظامیہ اور اراکین مرحوم اختر مرزا کے خاندان سے اپنی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔مرحوم اختر مرزا ۱۹۹۷ء سے شہری سی بی ای سے منسلک تھے وہ شہری اور اس کے کاموں میں بہت مددگار اور حامی رہے ہیں۔شہری کے لیے ان کی خدمات کی وجہ سے انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

شہری۔شہری برائے بہتر ماحول

شہری۔سی بی ای کی مطبوعات کا مختصر جائزہ

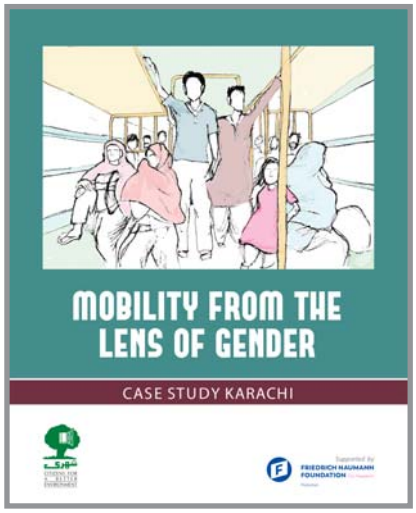

۲۰۲۰ء کے سال میں شہری۔سی بی ای نے اپنی تین مطبوعات شائع کیں جن میں صنف اور شہری ڈیزائن کے مسائل کا جائزہ لیا گیا تھا۔ 'صنف کی عنک سے حرکت پذیری۔کیس اسٹڈی کراچی' کے عنوان سے شائع ہونے والی کتاب کا محور صنفی حرکت پذیری تھا۔جس میں اس کا تجزیہ کیا گیا تھا کہ حرکت پذیری سے متعلق خواتین کو پیش آنے والے مسائل اور ان کے سفر کرنے کے طریقے مردوں کے طریقے سے کیسے مختلف ہیں۔ جس میں تمام سفری اور حرکت پذیری کی منصوبہ بندی بروئے کار لانے کے لیے صنفی احساسات کو اُجاگر کیا گیا تھا۔ پاکستان کے شہری مراکز میں موضوع پر تحقیقی کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کو دستاویزی شکل دی جا چکی ہے۔ ابتدائی تحقیقی مطالعہ کے تجزیاتی جائزہ کا ابتدائی مواد تجاویز کے سیٹ کی صورت میں مرتب کیا جا چکا ہے تا کہ کراچی شہر میں صنفی حرکت پذیری اور سفر کرنے کی سہولتوں کو بہتر بنایا جا سکے۔

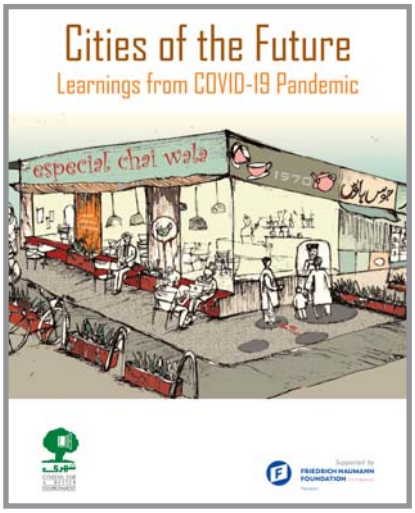

'پاکستان میں مذہبی اقلیتیں اور صنفی متن' کتابچہ میں متعلقہ قومی قانون سازی ادارہ جاتی فریم ورک کو دستاویزی شکل دی گئی ہے جو مذہبی اقلیتوں خصوصاً خواتین کے مفادات کے حفاظتی امور کی نگرانی کرتا ہے ساتھ ہی اس میں موجود خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں متعلقہ ماہرین کی مشاورت کے بعد دستاویزی شکل دی گئی ہے۔ایک پالیسی دستاویز تیار کی گئی جس میں اصلاحات کی سفارش کی گئی ہے۔

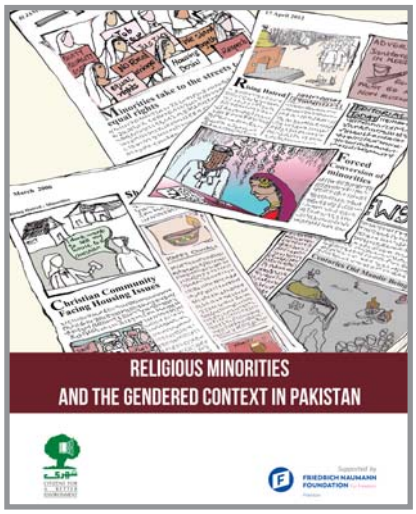

'مستقبل کے شہر۔کووڈ ۱۹/وبا سے سبق' نامی کتابچہ میں ان تمام امور کو دستاویزی شکل دی گئی ہے کہ کیسے کسی وبا کے پھیلاؤ کی صورت میں شہری ڈیزائن اور حرکت پذیری کو جاری رکھنے سے متعلق پالیسیاں اور عملی اقدامات مرتب کئے جائیں اور اس بات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے کہ ان تبدیلیوں کے طویل المعیاد اثرات مرتب ہونے چاہئیں۔اس پورے عمل کو کراچی کے سیاق وسباق میں دیکھا گیا ہے اس سلسلے میں متعلقہ ماہرین سے مشاورت کی گئی، عوامی جگہوں کے ڈیزائن، حرکت پذیری اور نقل وحمل اور رہائشی تعمیرات سے متعلق سفارشات مرتب کی گئی ہیں تا کہ کراچی شہر کو کسی وبا کی صورت میں کیسے زیادہ قابل رہائش بنایا جا سکتا ہے۔

Mrs. Amra Javed (Executive Member, Shehri) sharing Shehri tree plantation drive to First Lady Mrs. Samina Alavi

"First Lady Ms. Samina Alvi planting tree at Mazar-e-Quaid on 16th February 2021

"Ms. Rukhsana Naveed, Parliamentary Secretary Climate Change (GoP), planting tree at Bagh-e-Ibn Qasim on 29th April 2021

"Ms. Rukhsana Naveed, Parliamentary Secretary Climate Change (GoP), planting tree at Bagh-e-Ibn Qasim on 29th April 2021

Awareness Session "Improving Gender Empowerment of religious minorities through education and capacity building, in Sindh" held on 22/05/2021 at Tando Allahyar

Building Capacity of Citizen Stakeholders and Government Officials on Sindh Right to Information Law" held on 19th June 2021 at Hyderabad

"Building Capacity of Government officials on Sindh Right to Information Law" held on 19/03/2021 at Shah Abdul Latif University, Khairpur

"Building Capacity of Government officials on Sindh Right to Information Law" held on 20/03/2021 at Sukkur

"Building Capacity of Citizen stakeholder on Sindh Right to Information Law" held on 24/02/2021 at Baptist Church, Pahar Gunj, Karachi.

"Building Capacity of Citizen stakeholder on Sindh Right to Information Law" held on 03/04/2021 at Indus Hotel, Hyderabad

"Engagement with Legislators for Participatory Public Policy Making and Dialogue" held on 30-03-2021 at Marriott Hotel, Karachi

"Engagement with Legislators for Participatory Public Policy Making and Dialogue" held on 30-03-2021 at Marriott Hotel, Karachi

Awareness Session "Improving Gender Empowerment of religious minorities through education and capacity building, in Sindh" held on 20/02/2021 at New Revival Church, Lalabad, Ibrahim Haidri, Karachi

Awareness Session "Improving Gender Empowerment of religious minorities through education and capacity building, in Sindh" held on 06/04/2021 at SRO Guest House, Thatta

Awareness Session "Improving Gender Empowerment of religious minorities through education and capacity building, in Sindh" held on 05/06/2021 at Aiwan-e-Sahafat, Badin

Awareness Session "Improving Gender Empowerment of religious minorities through education and capacity building, in Sindh" held on 28/05/2021 at Jacob Development Community Centre, Hyderabad

شہری۔شہری برائے بہتر ماحول__ایک تعارف

شہری۔سی بی ای (شہری برائے بہتر ماحول) کراچی میں قائم ایک رضا کارانہ تائیدی گروہ ہے جسے حساس اور ہمدرد شہریوں نے 1988ء میں قدرتی ماحول کی تباہی اور اسے دوبارہ تعمیر کرنے کے متعلق اپنے خدشات اجاگر کرنے کے لیے قائم کیا تھا۔

شہری غیر قانونی تعمیرات درجہ بندی کی خلاف ورزیوں اور ان سے متعلق علامات مثلاً گندے پانی کی نکاسی، ناجائز تجاوزات، پارکنگ اور انفرااسٹرکچر، سے نمٹنے پر خصوصی زور دیتا ہے۔ شہری۔ سی بی ای باقاعدہ اداروں اور حکومتی ایجنسیوں کی نگرانی کرتا ہے اور سول سوسائٹی کی ایسا ہی کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

کامیابیاں

سندھ سینئر سٹیزن ویلفیئر بل 2014ء کی منظوری، کلفٹن روڈ کی اعلان کردہ سڑک چوڑی کرنے کی جگہ پر گلاس ٹاور کی غیر قانونی تجاوزات کا انہدام۔

منگھو پیر روڈ پر گٹر باغیچہ کی 680 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔

یہ لیاری کے کم آمدنی والے گنجان آباد علاقے کی، جس میں تقریباً دس لاکھ افراد رہائش پذیر ہیں، سب سے بڑی کھلی تفریحی جگہ ہے۔

کراچی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی یونین میں کٹڑی ہل پارک کی 62 ایکڑ اراضی بشمول کے ڈبلیو ایس بی کی اعلان کردہ تنصیبات کی 18 ایکڑ اراضی کا تحفظ۔

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کی نگران کمیٹی اور ایک عوامی معلوماتی کاؤنٹر کا قیام۔

کراچی اور سندھ میں کراچی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 11 اور سندھ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے 15 بس ڈپوؤں کی کمرشلائزیشن اور فروخت کو رکوانا۔ آج کل یہ پلاٹ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی بین الشہر بسوں کے اڈّے اور ٹرانسپورٹ سے متعلق دیگر سرگرمیوں کے لیے استعمال کر رہی ہے۔

لائنز ایریا کراچی میں کھیل کے میدان (میکرو) ویب گراؤنڈ کا تحفظ۔

باغ ابنِ قاسم کلفٹن کے رفاہی پلاٹ میں کوسٹالینا اپارٹمنٹ کے ڈھانچے کا انہدام۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کراچی نے اب یہاں ایک پارک بنا دیا ہے۔

لاہور میں ڈونگی گراؤنڈ پارک/کھیل کا میدان کی کمرشلائزیشن کی روک تھام۔

لاہور بچاؤ تحریک کے ایک حصے کے طور پر کینال بینک توسیع منصوبے سے ہونے والے نقصان کی مقدار کو کم کرنا۔

کوئٹہ میں زلزلے کے جھٹکے سے بچاؤ کے تعمیراتی قانون کی دوبارہ توثیق۔

شہری۔ پولیس باہمی عمل میں شراکت، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور پولیس اصلاحات پر پاکستان بھر سے تقریباً 1600 پولیس اہلکاروں کی تربیت۔

گزشتہ سالوں میں مسلّمہ ماحولیاتی خلاف ورزیوں سے متعلق مقدمات میں شہری کی ماہرانہ خدمات کو اعلیٰ عدالتوں نے تسلیم کیا ہے اور اسے (aimicus curiae) 'عدالت کا دوست' کے خطاب سے نوازا ہے۔

اہداف/ مقاصد

ایک آگاہ اور باعمل سول سوسائٹی، اچھی حکمرانی، شفافیت اور قانون کی حکمرانی کا قیام۔

سرکاری پالیسیوں کے اثر اور ان پر تحقیق، دستاویزی بنانے اور مکالمہ کرنے کو بڑھاوا دینا۔

ایک مؤثر اور نمائندہ مقامی حکومت کے نظام کو مستحکم کرنا۔

کراچی شہر کے لیے ایک نمائندہ ماسٹر پلان/زوننگ پلان کی تیاری اور ان پر مؤثر عملدرآمد۔

معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کی پابندی۔

شہری کیسے کام کرتا ہے؟

ایک رضا کارانہ انتظامی کمیٹی جسے جنرل باڈی کے ذریعے ایک دو سالہ مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، جو کھلے اور جمہوری اصولوں پر انتظامی امور کی انجام دہی کرتی ہے۔ رکنیت (ممبرشپ) ہر خاص و عام کے لیے کھلی ہیں جو شہری کے اہداف اور اغراض و مقاصد اور یادداشت (میمورنڈم) سے متفق ہیں۔

شہری کے لیے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- قانونی معاملات/امور
- میڈیا اور بیرونی روابط
- دس لاکھ درختوں کی شجرکاری مہم
- ثقافتی ورثہ کا تحفظ اور بحالی
- مالی حصول
- اسلحہ سے پاک معاشرہ

شہری کی رکنیت

2021ء کے لیے اپنی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔

''شہری۔سی بی ای'' میں شرکت کریں اور بطور اچھے شہری اس شہر کو صاف رکھنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لیے مدد کریں۔

شہری میں شمولیت اختیار کیجیے

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لیے

مبلغ -/2000 روپے کے کراس چیک کے تحت

(سالانہ ممبرشپ فیس)

بنام شہری۔سی بی ای بمع پاسپورٹ سائز فوٹو

پتہ: R-88، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس،

کراچی۔ 75400

ٹیلیفون/فیکس 92-21-3453-0646

نام _____

ٹیلی فون (گھر) _____

ٹیلی فون (دفتر) _____

ایڈریس _____

پیشہ _____